بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

THE WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳ — شمارہ ۱۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۶ روپے
ششماہی -/۳ "
ممالک غیر -/۸ "
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۳۰ رشہادت ۱۳۴۳ھ | ۱۷ رذوالحجہ ۱۳۸۳ ہجری | ۳۰ اپریل ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۸ اپریل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۵ اپریل بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

پرسوں دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ کل جمعہ کے روز کراچی سے مکرم ڈاکٹر ذکی حسن صاحب حضور کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور معائنہ کے بعد علاج کے بارہ میں ہدایات دیں۔ اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۸ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ محترمہ بیگم صاحبہ کی ناک کی تکلیف میں بھی کمی ہو رہی ہے تاہم پوری طرح تکلیف دور نہیں ہوئی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو وجودوں کو اپنے فضل سے عاجلہ کامل صحت عطا فرمائے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے سب بچے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

دیارِ حبیب صلے اللہ علیہ وسلم سے رُوح پرور مکتوب

سفرِ حج کے ایمان افروز حالات

(از مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن)

قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مدینہ منورہ سے آمدہ تازہ روح پرور مکتوب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس میں مدینہ منورہ کے سفر کے ایمان افروز حالات موصوف نے تحریر کئے ہیں جو ہر عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی غذا ہیں۔ (ایڈیٹر)

سفر مدینہ

حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان اور خاکسار مع اپنی والدہ محترمہ و اہلیہ یعنی ہم چاروں مورخہ ۲ اپریل ۱۹۶۴ء بروز جمعرات عرب کی ٹائم بوقت ۴ بجے صبح پرائیویٹ ٹیکسی سے مکہ شریف سے جدہ آ گئے۔ جدہ سے عربی ٹائم کے مطابق ½۵ بجے صبح روانہ ہو کر مدینہ منورہ ۱۲ بجے رات بفضل خدا خیریت سے پہونچے۔ ہم جدہ سے پرائیویٹ ٹیکسی لیکر روانہ ہوئے تھے بہت آرام سے ہمارا سفر گذرا۔ ہم نے ظہر و عصر کی نمازیں بدر کے مقام پر ادا کیں۔ بستی مختصر سی ہے مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے مسافر خانے ہیں۔ کچھ ہوٹل ہیں جن میں مسافروں کو کچھ کھانے کا سامان مہیا ہوتا ہے اور ٹھنڈے مشروبات بھی مہیا ہوتے ہیں۔

مقام بدر اس مقام کے ایک طرف پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ دوسری طرف کچھ میدان ہے۔ پہاڑی مقام پر جنگ بدر ہوئی تھی جو آبادی سے بالکل قریب ہے جدہ سے بدر تک پتھریلے میدان ہیں۔ جو کاشت کے بالکل قابل نہیں بلکہ کسی قسم کی روئیدگی بھی نہیں۔ سارے قسم کے پتھریلے میدان ہیں۔ البتہ بدر کے مقام سے مدینہ منورہ تک جو طرف پہاڑی سلسلہ ہے۔ موٹر کار راستہ پہاڑوں کے درمیان میں سے چکر لگاتے ہوئے گذرتا ہے پہاڑ بھی مختلف اقسام کے ہیں بعض پہاڑ تو بالکل سیاہ پتھر کے اور بعض سُرخی مائل اور بعض خاکی۔ لیکن کسی پہاڑ پر بھی ایک درخت بھی نظر نہیں آتا۔ نہ ہی زمین روئیدگی کے قابل ہے اور نہ ہی پہاڑوں پر کسی قسم کے درخت یا پودے ہیں۔ لیکن سڑک کے دونوں جانب بالکل قریب ہی قسما قسم کے رنگا رنگ کے پہاڑوں کا سلسلہ ہے جس کا نظارہ نہایت ہی خوبصورت اور دلکش ہے۔

مقام بدر پر ہم نے نمازیں ادا کیں اور دعا مانگی کہ اے اللہ یہ مقام وہ ہے جہاں عرب کے تمام قبائل نے اسلام کو مٹانے کے لئے تلوار اُٹھائی تھی۔ کفار کا ایک جرار لشکر نہتے مسلمانوں کے مقابل صف آرا ہوا تھا تاکہ وہ اسلام کو نعوذ باللہ دنیا سے مٹا دے۔ لیکن تیرے رسول پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرے حضور یہ دعا کی تھی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔ اے خدا تو نے اپنے پاک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کی اور مسلمانوں کو کفار کے مقابل پر کامیابی عطا کی۔ اسی طرح آج موجودہ زمانہ میں تیرے مسیح پاک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک چھوٹی اور کمزور جماعت مقابل اقوام عالم صف آرا ہے۔ اے اللہ ہم تیرے حضور یہ دعا مانگتے ہیں جس طرح تو نے قرونِ اولیٰ میں اسلام کو کفار و مشرکین کے مقابل فتح مبین عطا کی تھی اسی طرح موجودہ زمانہ میں مسیح پاک کی جماعت۔ جماعت احمدیہ کو اقوام عالم کے مقابل پر نمایاں کامیابی عطا فرما۔ اور تمام روئے زمین کے بنی نوع انسان کو اسلام و احمدیت کے جھنڈے کے نیچے جمع کر دے تاکہ تیری عظمت دنیا میں قائم ہو۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان پھر ایک دفعہ دنیا پر ظاہر ہو۔ آمین ثم آمین۔

مدینہ منورہ کی زیارت ہمارے ساتھ دعاؤں کی کتابیں، ادعیۃ المسیح الموعود علیہ السلام اور ادعیۃ الفرقان اور ادعیۃ زیارۃ المدینۃ المنورہ تھیں۔ ہم راستہ میں ذکر الٰہی اور درود شریف و دعائیں کرتے ہوئے منازل طے کرتے ہوئے جب منزل مقصود پر پہونچے تو ہم کو مدینہ منورہ کے حرم شریف کے اونچے اونچے منارے جو روشنی سے منور تھے نظر آ گئے۔ ہم سب اپنے اپنے طور پر دعا مانگتے ہوئے مدینۃ المنورہ کی بستی میں داخل ہو گئے۔ آبادی سے باہر ایک بہت عمدہ اور خوبصورت وسیع مسجد نبوی بنی ہوئی ہے۔ جب ہماری ٹیکسی وہاں کھڑی ہوئی تو فوراً ۳-۴ عرب آ کر دریافت کرنے لگے کہ تمہارا معلم کون معلم اور ڈیوٹی اردو سے ہی دریافت کر رہے تھے کہاں سے آئے۔ انڈیا یا پاکستان۔ معلم کا نام۔ یہاں کا یہ رواج ہے کہ مدینۃ المنورہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے حکومت کو یہ اطلاع دینا ضروری ہوتا ہے آنے والے حاجیوں کے پاسپورٹ دیکھ کر معلم کا نام اندراج کر کے شہر میں داخل ہونے دیتے ہیں یہ حاجیوں کی سہولت کا باعث ہے جس معلم کا نام لکھایا جاتا ہے اس کا آدمی ساتھ ہو جاتا ہے۔ اور اپنے دفتر میں لے جاتا ہے۔ وہاں جانے کے بعد معلم بذات خود حسب روایات خیرو عافیت پوچھنے کے بعد انتظام کرتا ہے چنانچہ ہم نے اُسی وقت ایک کمرہ کرایہ پر لے کر فوراً اس میں اپنا سامان منتقل کر لیا چونکہ کمرہ کی فراہمی اور سامان وغیرہ کی منتقلی میں نیز رات کے کھانے وغیرہ کے انتظام میں کافی رات ہو چکی تھی۔ اپنے مقام پر ہی نمازیں ادا کیں۔

دوسرے دن صبح حسب رواج مقامی بعد غسل کپڑے وغیرہ بدل کر صبح کی نماز کے بعد روضۂ اقدس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے معلم صاحب ہمیں حرم شریف میں لے گئے۔ حاجی لوگ جو مدینہ منورہ برائے زیارت آتے ہیں وہ چالیس نمازیں مسجد نبوی میں ادا کر کے واپس جاتے ہیں۔ جب تک چالیس نمازیں مسجد نبوی میں ادا نہ کریں وہ واپس نہیں جاتے۔

اب جیسے جیسے حج کے دن قریب آ رہے ہیں حاجیوں کی آمد بہت بڑھ گئی ہے ہر ملک اور ہر علاقہ کا مسلمان یہاں نظر آئیگا مختلف رنگ و نسل مختلف طرزِ تمدن۔ مختلف تہذیب۔ مختلف لباس۔ مختلف زبانیں بولنے والے نظر آتے ہیں۔ ہم نے حسب رواج پہلے مزار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و السلام پڑھا یا۔ بعد از یں مزار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے ساتھ ہی ملحق ہے۔ سلام پڑھا یا۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

مکت صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۶۴ء

قادیان میں عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان ۲۲ اپریل بسبب ہندوستان میں ذوالحجہ کی دسویں تاریخ ہونے کی وجہ سے مقامی طور پر آج یہاں عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب مسنون طریق پر منائی گئی۔ نماز عید مسجد اقصےٰ میں بوقت ساڑھے آٹھ بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائی۔ بعدہٗ ایک ایمان افروز پُرمغز خطبہ دیا۔ اور اجتماعی دعا کرائی۔ مقامی طور پر درویشانِ قادیان کے لئے ایک پہلو سے آج دوہری عید تھی جبکہ مقررہ روز عید کے ساتھ مقدس خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت وجود مقیم قادیان اپنی دو اڑھائی ماہ کی علالت کے بعد آج کے مبارک دن اپنے مسنون خطبہ کے ذریعہ ان سے خطاب کر رہے تھے۔ جیسا کہ دوستوں کو علم ہے گذشتہ ماہ رمضان میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طبیعت اچانک طور پر دل کی گھبراہٹ وغیرہ کے عوارض سے علیل ہوگئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا۔ اور آپ صحتیاب ہوگئے اور عید سعید کے موقعہ پر درویشان نے آپ کی زبان سے پُرلطف خطبہ سن کر روحانی مسرت حاصل کی۔ اپنے پُرمغز خطبہ میں آپ نے اس امر پر بالوضاحت روشنی ڈالی کہ عیدالاضحیہ ہم لوگوں کو کس قسم کی قربانی کا سبق دیتی ہے۔ اور کہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول قربانی وہی ہے جو خدا کی راہ میں لگاتار صبر و رضا کا اعلےٰ نمونہ پیش کرکے کی جائے۔ اور اس مقدس عہد پر اپنی زندگی کے آخری سانس تک قائم رہا جائے۔

آپ نے فرمایا۔ عید حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی ایک تاریخی قربانی کو یاد تازہ کرنے کے لئے اور اس موقعہ پر خدا تعالےٰ کے حضور اُس رنگ میں قربان ہو جانے کے عہد کو تازہ کرنے کے لئے منائی جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا میں کسی لمبی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اس کے صرف ایک حصہ کو بیان کروں گا۔ یعنی جب خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی مطالبہ ہوتا ہے جب نظام کی طرف سے کوئی مطالبہ ہوتا ہے جب نظام کی طرف سے کوئی تحریک جاری کی جاتی ہے یا خدا کا نبی اور خلیفۂ وقت کوئی حکم صادر فرماتے ہیں تو ایسے موقعہ کے لئے اس عید میں ہمارے لئے کیا سبق ملتا ہے؟

آپ نے اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رویا میں ایک نظارہ دیکھا جس کو ظاہری طور پر پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن اس رویا میں جس قسم کی قربانی کے لئے خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اس میں صرف آپ کا وجود نہیں تھا بلکہ آپ کے ساتھ دوسرے وجود کی ضرورت تھی۔ ایک انسان اپنی حد تک تو قربانی کرسکتا ہے مگر اسی بشاشت کے ساتھ اس کی بیوی یا اولاد کا قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں اور درحقیقت یہی وہ بات ہے جس کی بنا پر یہ سب افراد ہمیشہ کے لئے شاندار مثال قائم کر گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی رؤیا کے مطابق جہاں خود اپنے بچے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے وہاں اُن کے سعادت مند بچے نے بھی صبر و رضا کا بے نظیر نمونہ دکھایا جب مقدس باپ کی زبانی رؤیا میں اپنے قربان کئے جانے کا ذکر سُنا تو بے ساختہ کہہ دیا۔

یا أبت افعل ما تؤمر۔ ابا جان آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے جو حکم دیا گیا ہے اُسے فوراً کرگزریں۔ اس بارہ میں دریغ نہ کریں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین۔ اس قربانی میں جو ابتدا سے انتہا تک ہے سب میں میں خدا تعالےٰ کی رضاء پر راضی ہوں۔

تسلیم و رضاء کا یہ ہے نمونہ اللہ تعالےٰ کے ایک پاک بندے کا اور اُس کے تربیت یافتہ بچے کا۔ یہ اور بات ہے کہ خدا تعالےٰ نے دونوں سے وہ ظاہری قربانی نہ لی۔ لیکن قربانی دینے والوں کی طرف سے تو کوئی کمی نہ رہی! اور عملی لحاظ سے اس کا بڑھ کر نمونہ دکھایا۔

آپ نے درویشان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہمارا سترہ سالہ درویشانہ زندگی کا دور بھی ایک لحاظ سے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی قربانی کا رنگ رکھتا ہے بے شک وہاں تو باپ بھی معین تھا اور بیٹا بھی مگر یہاں کلی قربانی ہے کسی پہلو سے باپ قربانی کر رہے ہیں تو دوسرے پہلو سے بیٹے قربانی دے رہے ہیں۔ پھر اس دور میں کئی قسم کی قربانیاں ہیں۔ جذبات کی قربانی اعزہ و اقرباء سے جُدائی کی قربانی یہ قربانی مسلسل کئی سال سے پیش کرنے کا آپ کو موقعہ ملا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ اسمٰعیل نے جواب میں کہا تھا۔ ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین اس میں صابر کا لفظ اسمٰعیل کی طرف سے دی گئی قربانی کے ہر ہر مرحلہ پر حاوی ہے۔ کسی ایک مرحلہ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لئے دعا کرو کہ خدا تعالےٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ کسی ایک مرحلہ کی قربانی کے بعد بھی مسلسل قربانی کرتے چلے جائیں۔ ہمیں معلوم کہ خدا تعالےٰ کی منشاء کب تک ایسی قربانی ہم سے چاہتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ سے یہی دعا کی جانی چاہیئے کہ اے خدا ہمیں بھی صابرین میں شامل رکھ کر تیری رضا کے لئے ہم مسلسل قربانی دیتے چلے جائیں۔

آپ نے فرمایا دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کا کیسا شاندار نمونہ ہے۔ اسّی سال کی عمر میں بیٹا پیدا ہوتا ہے جو بڑی دعاؤں کے بعد ملا۔ لیکن ادھر خدا تعالےٰ نے فرماتا ہے کہ ابراہیم تم نے اس بیٹے کی قربانی کرنی ہے۔ تو ابراہیم بلا تامل فوراً قربانی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس موقعہ پر آپ کے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی شک و شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ ایمان کے نہایت اعلےٰ مقام پر پہنچ گئے تھے۔ یہ ہے اطاعت گذاری کا اعلےٰ نمونہ جو خدا تعالےٰ اپنے خاص بندوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔ ایسے مواقع پر کسی طرح کی حیل و حجت کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اطاعت گذاری کا ایسا ہی شاندار نمونہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں نظر آتا ہے۔ جس کی مثال میں آپ نے اُن صحابیؓ کا ذکر کیا جس نے مسجد کی طرف جاتے ہوئے گلی میں حضور کی آواز سنی کہ بیٹھ جاؤ تو وہ وہیں بیٹھ گئے اور پھر اسی حالت میں گھسٹتے گھسٹتے وہ مسجد کے اندر تک پہنچے کسی کے دریافت کرنے پر انہوں نے اس اعلےٰ اخلاص کا اظہار کیا کہ میں نے حضورؐ کے حکم کی آواز سُنی میں نہیں جانتا کہ مسجد تک پہنچوں یا اس سے پہلے ہی میری زندگی ختم ہو جائے اس لئے جو آواز میرے کان میں پڑی اس کی فوری اطاعت ضروری ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیش کردہ اطاعت گذاری کی مثالیں بیان کیں۔ اور پھر درویشان کو خطاب فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ پس دعا کرو کہ ایسے دور میں جبکہ خدمت دین کے لئے بڑی بڑی قربانی کرنے کی آپ کو محض خدا کے فضل سے توفیق ملی۔ چونکہ یہ دور ابھی ختم نہیں ہوا۔ اور نہ جانے کب تک یہ دور چلے ہر مرحلہ پر خدا تعالےٰ کا فضل ہمارے شاملِ حال رہے۔ اور ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہم سب میں سے ہر ایک کا خاتمہ بالخیر ہو اور ہم حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی طرح اس دنیا سے کامیاب جائیں۔ آمین۔

آخر پر آپ نے اسلام و احمدیت کے عالمگیر روحانی غلبہ کے لئے دعا کرتے رہنے کی تحریک فرمائی۔ نیز فرمایا کہ اس زمانہ میں اقامت اسلام اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس [illegible] پہنچا

مکہ مکرمہ سے ایک خط

یہ خط مکرم محمد محسن صاحب خلف حضرت عبد الکریم صاحبؓ یادگیر کا ہے جو حج کی سعادت سے مشرف ہونے کے لئے مکہ مکرمہ گئے ہوئے ہیں حضرت عبد الکریم صاحب وہی (بزرگ) ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں سگِ دیوانہ نے کاٹ لیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالےٰ نے انہیں معجزانہ طور پر شفا بخشی تھی۔ ان کا یہ خط مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل یادگیری کے نام ہے۔ جو مولوی صاحب نے اشاعت کے لئے ہمیں بھجوایا ہے۔ (ایڈیٹر)

الحمدللہ ہم سب خیریت سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ ہم جمعرات کو ۱½ بجے دن کو بمبئی سے بحری جہاز کے ذریعہ جدہ کے لئے روانہ ہوئے تھے اور اگلی جمعرات کو صبح ۹ بجے جدہ پہنچ گئے۔ اس وقت جدہ کی بندرگاہ میں ایک اور جہاز لنگر انداز تھا اس لئے ہمارے جہاز کو انتظار کرنا پڑا۔

جدہ بندرگاہ اور کسٹم آفس سے ہوتے ہوئے سعودی مسافر خانہ میں شام کو پہنچے رات وہیں قیام کیا۔ ہفتہ کے روز تین بجے بس پر سوار ہو کر شام چھ بجے مکہ مکرمہ میں معلم کے مکان پر پہنچ گئے۔ چونکہ ہم احرام میں تھے اس لئے کھانا کھا کر رات ۹ بجے طواف کعبہ کو گئے۔ اور رات گیارہ بجے قیامگاہ پر واپس آئے۔ ہم اب روزانہ طواف کرنے جا رہے ہیں۔ اور کعبہ میں آستانہ کو تھام کر رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔

کعبہ شریف میں دعاؤں کا بہت موقعہ مل رہا ہے۔ اور تمام مقدس مقامات پر دعائیں کی جا رہی ہیں۔ یہاں پر دعاؤں میں ایک خاص لطف آتا ہے۔ چہارشنبہ کے روز ہم لوگ مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ کیونکہ معلم صاحب کا مشورہ ہے کہ حج سے پہلے ہی مدینہ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو جائیں۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے بہتر رنگ میں اس سعادت سے مشرف فرمائے اور ہم خیر و عافیت سے واپس آئیں۔

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کی رُو سے اسلام کی تبلیغ صرف چند افراد کا نہیں بلکہ ساری جماعت کا فرض ہے

جماعت کو تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ ہماری باتوں میں اثر پیدا کرے

مسلمان اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ فرمودہ ۱۸ر اگست ۱۹۵۸ء

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

وقاتلوا المشرکین کآفۃ
کما یقاتلونکم کآفۃ
(توبہ رکوع ۵)

اس کے بعد فرمایا:-

قرآن کریم میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ اگر ان کی

صحیح توجیہ

مدِنظر نہ رکھی جائے تو دشمنوں کے لئے اعتراض کا موقعہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہی آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم سب مشرکوں سے قتال کرو۔ جیسا کہ وہ سب کے سب تم سے قتال کر رہے ہیں۔ اب اس جگہ قتال کے یہ معنے نہیں لئے جا سکتے کہ تلوار سے کر دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ اول تو آجکل تلوار کی جنگ کا زمانہ ہی نہیں۔ اب تو ہوائی جہازوں اور ایٹم بموں کا زمانہ ہے اور پھر آجکل کفار مسلمانوں سے تلوار کی کوئی لڑائی نہیں لڑ رہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی ان سے جنگ کرنا ضروری ہو۔ پس اس جگہ قتال کے معنے ظاہری جنگ کے نہیں بلکہ مذہبی مقابلہ اور اسلام کی اشاعت کے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مخالفین اسلام ہمیشہ مذہبی وسوسے پیدا کر کے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ پس قاتلوا المشرکین کآفۃ کے معنے یہ ہوئے کہ تم غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرو اور یاد رکھو کہ تم میں سے صرف چند افراد کا فرض نہیں بلکہ

ساری جماعت کا فرض

ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے کآفۃ کے یہی معنے ہیں کہ کوئی شخص بھی اس حکم کی تعمیل سے باہر نہ رہے اگر دس لاکھ احمدی ہیں اور ان میں سے ۹ لاکھ ننانوے ہزار ۹ سو ننانوے آدمی اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور صرف ایک شخص تبلیغ نہیں کرتا تب بھی جماعت کے لوگ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ سارے کے سارے

تبلیغِ اسلام

کر رہے ہیں۔ وہ اسی وقت اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ جب وہ اس ایک شخص کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں کیونکہ قرآن کریم کی ہدایت یہ ہے کہ مشرکوں کے مقابلہ میں ساری کی ساری جماعت کو کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور ہر فرد کو ان میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے آج سے

۲۵ سال پہلے

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ساری جماعت سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کریں گے اور ان کو احمدی بنانے کی کوشش کریں۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت نے ابھی تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوششیں نہیں کیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اس پر عمل کیا تھا انہوں نے تو فائدہ اٹھا لیا اور وہ کامیاب ہو گئے۔ مگر جنہوں نے عمل نہ کیا ان کے رشتہ دار اب تک غیر احمدی چلے آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اب ہماری جماعت اس وقت سے بہت بڑھ چکی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری اس ہدایت پر عمل کیا جاتا اور ہر احمدی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں میں تبلیغ پر زور دیتا تو اب تک ہر طرف احمدی ہی احمدی نظر آتے۔

بہرحال قرآن کریم نے تبلیغ کرنا ہر شخص کا فرض قرار دیا ہے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ

تبلیغ دو طرح ہوتی ہے

ایک تو اس طرح کہ بعض خاص خاص لوگ اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ جن کے لئے قرآن کریم میں عاکفین اور مجاہدین کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ایک تبلیغ اس رنگ میں ہوتی ہے کہ ساری جماعت جب بھی اسے موقعہ ملے تبلیغ میں حصہ لینے کے لئے تیار رہتی ہے گویا ایک خاص لوگوں کی جماعت ہوتی ہے اور ایک عام لوگوں کی جماعت ہوتی ہے مگر عام جماعت کے افراد کو بھی قرآن کریم کہتا ہے کہ تم صرف واقفین پر انحصار نہ رکھو بلکہ ساری جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کرے اور بغیر استثناء کے ان کا ہر فرد اس میں حصہ لے۔ اگر ہماری جماعت کے افراد صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی تبلیغ کریں اور ایک ایک شخص کے بیس بیس رشتہ دار بھی سمجھے جائیں تب بھی تھوڑے عرصہ میں ہی ہماری جماعت کی تعداد کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ بے شک لوگ تمہیں غیروں کو تبلیغ کرنے سے روک سکتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو یا اپنے خسر کو یا اپنے سالے کو تبلیغ نہ کرو۔ اگر تم کسی غیر کو تبلیغ کرو تو ممکن ہے وہ تمہیں مارنے پیٹنے لگ جائے لیکن تمہارا اپنا بیٹا تمہیں نہیں مارے گا۔ تمہارا خسر تمہیں نہیں پیٹے گا۔ اور اگر تم میں سے ایک ایک شخص نے پچاس پچاس رشتہ دار ہوں اور

ہماری جماعت

دس لاکھ ہو تو پھر تو تھوڑے عرصہ کی جدوجہد کے نتیجہ میں ہی ہماری جماعت کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ اور اگر ہم پانچ کروڑ ہو جائیں۔ تو پھر مخالفت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لوگ خود بخود ہماری طاقت کو تسلیم کرنے لگ جائیں گے اور پھر دوسرے ملکوں پر اثر ڈال کر پانچ کروڑ سے دس کروڑ تک تعداد پہنچ سکتی ہے۔ اور ملایا اور انڈونیشیا وغیرہ پر اثر ڈال کر تو یہ تعداد اور بھی بڑھ سکتی ہے۔ اب بھی خدا تعالےٰ اپنے فضل سے ہماری جماعت کی ترقی کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ چنانچہ ملایا میں۔ ڈچ گی آنا میں۔ فرنچ گی آنا میں اور برٹش گی آنا میں ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے سرعت سے پھیل رہی ہے اور وہاں ہماری تبلیغ پر کوئی اعتراض بھی نہیں کرتا۔ یہ

مخالفت کا جوش

صرف پاکستان میں پایا جاتا ہے ورنہ امریکہ میں انگلینڈ میں یا جرمنی میں یا سوئٹزرلینڈ میں یا فرانس میں یا سپین میں یا ٹرینیڈاڈ میں یا ڈچ گی آنا میں یا برٹش گی آنا میں یا زنجبار میں جب ہم غیر مسلموں میں تبلیغ کرتے ہیں تو وہاں کے مسلمان اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم ان کے ملک میں اسلام پھیلا رہے ہیں۔ بلکہ انڈونیشیا کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ ۱۹۵۳ء میں جب ہماری جماعت کے خلاف یہاں فسادات ہوئے تو انڈونیشیا والوں نے خلاف حکومت پاکستان کے پاس احتجاج کیا جس کے متعلق اخبارات کی کمیشن کے موقعہ پر مولویوں نے کہا کہ اصل میں وہ ایک احمدی امبیسیڈر نے ... حکومت پاکستان کے پاس بھیجا تھا۔ لیکن خواجہ ناظم الدین صاحب نے اپنی گواہی میں تسلیم کیا کہ وہاں ایک مشہور سیاسی پارٹی کے لیڈر نے اسپارہ میں ہمارے پاس احتجاج کیا تھا اور وہ غیر احمدی ہے۔ لیکن جب وہاں ان فسادات کی خبریں پہنچیں تو اس نے حکومت پاکستان کو لکھا کہ مذہب کے معاملہ میں لوگوں کو جبر سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اسی طرح ہماری جماعت کے دوست اس سے ملنے گئے تو وہ کہنے لگا کہ میرے پاس تو آپ کی

جماعت کا سارا لٹریچر

موجود ہے۔ ڈاکٹر سکارنو نے بھی احمدیوں کی تعریف کی۔ اور جب مولویوں نے اس پر اعتراض کیا تو اس نے کہا کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں کسی اسلامی حکومت کا پریذیڈنٹ رہنے کے قابل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر نہ پڑھوں۔ کیونکہ اسلام کی خوبیاں مجھے صرف اس جماعت کے لٹریچر سے معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب اسے قرآن دیا گیا تو اس نے

شکریہ کے ساتھ لیا اور کہا کہ اس کے ساتھ انہیں بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس کے معاملہ کی تلاش میں آسانی ہو۔ غرض ہماری جماعت کے افراد کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی تبلیغ پر زور دینا چاہیئے۔ اس وقت ہماری جماعت دس لاکھ سے بہت اوپر نکل چکی ہے لیکن اگر دس لاکھ بھی ہو تب بھی اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرکے تھوڑے عرصہ میں ہی ہماری تعداد کہیں سے کہیں پہونچ سکتی ہے

پس ہماری جماعت کو تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ ان کی زبانوں میں اثر پیدا کرے۔ اسی طرح مبلغوں کے لئے بھی دعائیں کرو کیونکہ وہ ساری جماعت کا کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے کارناموں کو ہماری جماعت کا ہر فرد اپنی طرف منسوب کرتا ہے وہ بسا اوقات غیروں کے سامنے بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم

غیر ممالک میں اسلام کی تبلیغ

کر رہے ہیں۔ ہم غیر ممالک میں مساجد بنا رہے ہیں۔ لیکن اس کی اپنی حالت یہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات وہ چندوں میں بھی پورا حصہ نہیں لے رہا ہوتا۔ یا اگر چندہ دیتا ہے تو اپنے آپ کو اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف نہیں کرتا۔ حالانکہ ہمارے باہر کے مبلغ اب شور مچا رہے ہیں کہ ان کی مدد کے لئے اور آدمی بھجوائے جائیں اس وقت سب سے زیادہ

ترقی کے آثار

مغربی جرمنی میں نظر آرہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر پندرہ بیس اور مبلغ یورپ میں چلے جائیں۔ اور وہاں پندرہ مسجدیں بن جائیں تو بڑی تعداد میں وہاں کے لوگ احمدی ہو سکتے ہیں۔ انگلینڈ کے لوگ تو اب عیاش ہو گئے ہیں۔ لیکن جرمن سائنس کی تحقیقات پر جان دیتے ہیں اور بڑے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ احمدیت بڑا اچھا کام کر رہی ہے۔ جب ہیمبرگ میں ہماری مسجد بنی۔ اور اخبارات میں اس کی خبریں شائع ہوئیں۔ تو عراق میں ایک جرمن انجنیئر تھا اس نے ہمیں خط لکھا کہ ہیمبرگ میں مسجد کی تعمیر اور اس کے افتتاح کی خبریں تو ہم نے سن لی ہیں۔ مگر آپ نے اپنے مبلغ کا پتہ نہیں لکھا۔ آپ مجھے اس کا پتہ بھجوائیں کیونکہ میں اسے چندہ بھجوانا چاہتا ہوں۔ اب یہاں تو یہ کیفیت ہے کہ بعض دفعہ پیچھے پڑکر بھی لوگوں سے چندہ مانگا جائے تو وہ نہیں دیتے۔ اور اس کی حالت ہے کہ وہ عراق سے خط لکھتا ہے کہ مجھے اپنے مبلغ کا پتہ بھجوائیں میں اسے چندہ بھجوانا چاہتا ہوں۔ تو ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ

اسلامی ترقی کیلئے

اپنا پورا زور لگا دیں۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسا وقت آگیا ہے۔ جیسے ڈال پر آم پک جاتے ہیں۔ اور ہر آم آپ ہی آپ ٹوٹ کر نیچے گرنے کے لئے تیار ہوتا ہے

اب عیسائی دنیا اسلام قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ صرف درختوں کی ٹہنیاں ہلانے کی ضرورت ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مریم سے کہا کہ کھجور کے تنہ کو ہلا تجھ پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ اسی طرح ہمیں بھی اب صرف تنہ ہلانے کی ضرورت ہے ورنہ پھل پک چکا ہے اور اب وہ گرنے ہی والا ہے۔

لطیفہ مشہور ہے

کہ ایک دہریہ باغ میں گیا۔ تو کہنے لگا لوگ تو خدا تعالےٰ کو بڑا عقلمند کہتے ہیں مگر یہ عقلمندی کیسی ہے کہ اس نے ایک پتلی سی بیل کے ساتھ تو اتنا بڑا کدو لگا دیا۔ اور بڑے بڑے مضبوط درختوں پر چھوٹے چھوٹے آم لگا دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے نیند آئی اور وہ وہیں آم کے درخت کے نیچے سو گیا۔ سویا ہوا تھا کہ اچانک اس کے سر پر بڑے زور سے ایک آم گرا۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا۔ اللہ میاں میری توبہ میں اپنی گستاخی کی تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ جو کچھ تو نے کیا بالکل درست ہے۔ اگر اتنی دور سے کدو مجھ پر گرتا تو میری تو جان نکل جاتی۔ اسی طرح یورپ بھی اب ٹپکنے کو بیٹھا ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ

جماعت قربانی کرے

کچھ چندوں میں زیادتی کرے اور کچھ نوجوان اپنے آپ کو وقف کریں۔ بے شک وقف جدید کے ماتحت بہت سے نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ مگر ابھی تک میں ان کے کام سے پوری طرح خوش نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی ان کو کام شروع کئے بھی پانچ چھ مہینے ہی ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ان کے کام میں ابھی تیزی پیدا نہیں ہوئی۔ اگر ایک دو سال گذر جائیں۔ تو پھر ان کے کام کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔ اس وقت تک وقف جدید کے ذریعہ [illegible] سو چالیس بیعتیں ہو چکی ہیں [illegible] نزدیک

فی مبلغ ایک ہزار سالانہ بیعت

ہونی چاہیئے۔ آجکل وقف جدید میں ستر آدمی کام کر رہے ہیں۔ اگلے سال ممکن ہے یہ تعداد ۱۵۰ تک پہونچ جائے اور پھر ڈیڑھ لاکھ دو لاکھ سالانہ صرف وقف جدید کے معلمین کے ذریعہ ہی بیعت ہونے لگے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پانچ سات سال میں خدا تعالےٰ کے فضل سے

ہماری تعداد

کئی گنے بڑھ سکتی ہے۔ بہرحال اللہ تعالےٰ ہی سب کام کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو صرف کوشش اور جد و جہد کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(تذکرہ صفحہ ۳۱۲)

چنانچہ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ مگر ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ میری جماعت کو اسقدر ترقی دے گا اور فرمایا تھا کہ

دوسرے مذہب کے پیرو

اس جماعت کے مقابلہ میں ایسے ہی بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گے۔ جیسے آجکل کی ادنےٰ اقوام بے حیثیت ہیں۔

پس ہماری خواہش یہ ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں وہ زمانہ بھی دکھا دے جب ہماری جماعت ساری دنیا پر غالب آجائے بلکہ اس سے بڑھ کر ہماری یہ دعا ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو غلبہ بھی عطا فرمائے۔ اور دوستوں کو اپنے ایمانوں پر بھی قائم رکھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں جب مسلمان ایمان پر قائم تھے۔ روم اور ایران کے بادشاہ ان کے نام سے کانپتے تھے مگر جب ان کے اندر ایمان نہ رہا۔ تو ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا اور انہیں تباہ کر دیا۔ اب بھی مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں مگر ادھر وہ امریکہ سے ڈر رہے ہیں اور ادھر روس سے خوف کھا رہے ہیں۔ کبھی امریکہ سے کہتے ہیں کہ ہماری جھولی میں کچھ ڈالو اور کبھی روس کی طرف اس امید سے دیکھتے ہیں کہ شاید وہ ان کی جھولی میں کچھ ڈال دے۔ حالانکہ ایک زمانہ میں مسلمان بڑی سے بڑی دھمکی کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔

روم کی جنگ

پر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ تو تین صحابہؓ غفلت سے پیچھے رہ گئے۔ آپ نے واپس آنے پر ان تینوں کو مقاطعہ کی سزا دے دی۔ ان میں سے ایک صحابی کہتے ہیں کہ جب مقاطعہ لمبا ہو گیا۔ تو میں تنگ آگیا میرا ایک گہرا دوست تھا اور بھائیوں کی طرح مجھے پیارا تھا۔ وہ اپنے باغ میں کام کر رہا تھا کہ میں اس کے پاس پہنچا اور میں نے کہا بھائی تم جانتے ہو کہ میں منافق نہیں ہوں سچا اور مخلص مسلمان ہوں صرف غفلتی کی وجہ سے جنگ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ مگر وہ بولا نہیں۔ اس نے

آسمان کی طرف

دیکھا اور کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں وہ کہتے ہیں مجھے اس سے شدید صدمہ پہنچا اور میں باغ سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑا۔ میں گھر کی طرف جا ہی رہا تھا کہ مجھے پیچھے سے ایک شخص نے آواز دی۔ میں ٹھہرا تو اس نے مجھے عرب کے ایک

بادشاہ کا خط

دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے محمد رسول اللہ نے تم پر بڑا ظلم کیا ہے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم تمہاری بڑی عزت کریں گے وہ صحابی کہتے ہیں میں نے پیغامبر کو کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں ابھی اس کا جواب دیتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ ساتھ چلا۔ راستہ میں میں نے دیکھا کہ ایک جگہ تنور جل رہا تھا۔ میں اس کے قریب پہنچا اور میں نے وہ خط اس کے سامنے اس تنور میں ڈال دیا۔ اور پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ اور اپنے بادشاہ سے کہدو کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ تو دیکھو اسے کتنی بڑی لالچ دی گئی تھی۔ مگر اس نے کچھ بھی پرواہ نہ کی اور بادشاہ کے خط کو آگ میں پھونک دیا۔ مگر آج مسلمان ہر جگہ بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ اگر اس کے اندر

سچا ایمان

ہوتا تو وہ نہ امریکہ کی طرف دیکھتا اور نہ روس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا بلکہ دو پیسہ جمع کرکے اپنی تمام ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا مگر یہ جذبہ قوم میں اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب اس کے افراد اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان رکھیں اور موت کا ڈر اپنے دل سے نکال دیں۔ احادیث میں

کہا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ دوپہر کے وقت آرام فرمانے کے لئے ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اور صحابہ بھی اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ اب تو مدینہ قریب ہی آگیا ہے اب کسی دشمن کے حملہ کا کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اتفاقاً ایک شخص جس کا بھائی کسی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے

اسلامی لشکر

کے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا اور حملہ کے لئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں اور صحابہ بھی اِدھر اُدھر چلے گئے ہیں تو اس نے آپ کے پاس پہنچ کر آپ کی ہی تلوار اُٹھا لی جو درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ اور پھر اس نے آپ کو جگایا اور کہا کہ بتائیے اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح لیٹے لیٹے نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ فرمایا کہ

اللہ

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کا جسم کانپا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپ نے فوراً وہی تلوار اُٹھا لی اور پھر اس سے پوچھا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ اُس نے کہا آپ ہی مہربانی کریں اور مجھے معاف فرما دیں آپ بڑے رحیم و کریم ہیں۔ آپ نے فرمایا کمبخت تجھے اب بھی عقل نہ آئی۔ تو نے کم از کم میری زبان سے اللہ کا لفظ سن کر کہہ دینا تھا کہ اللہ مجھے بچا سکتا ہے مگر میری زبان سے بھی اللہ کا نام سن کر تجھے سمجھ نہ آئی۔ اور تو نے خدا کا نام نہ لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں بھی

سب سے بڑی ضرورت

یہی ہے کہ مسلمانوں میں اللہ تعالےٰ کے نام کی عظمت قائم کی جائے اور ان کے دلوں میں اس پر سچا ایمان پیدا کیا جائے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان اب بھی اللہ اللہ کہتے پھرتے ہیں مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آجکل مسلمانوں کے نزدیک اللہ کے معنے

صفر کے ہیں

چنانچہ جب کسی شخص کے گھر میں کچھ بھی نہیں رہتا تو وہ کہتا ہے کہ میرے گھر میں تو اللہ ہی اللہ ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے گھر میں کچھ نہیں۔ گویا اللہ کے معنے ان کے نزدیک ایک صفر کے ہیں حالانکہ پہلے زمانہ میں جب مسلمان کہتے تھے کہ ہمارے پاس اللہ ہی اللہ ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے تھے کہ آسمان بھی ہمارے ساتھ ہے اور زمین بھی ہمارے ساتھ ہے۔ پہاڑ بھی ہمارے ساتھ ہیں اور دریا بھی ہمارے ساتھ ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے مقابلہ میں ٹھہر سکے مگر آج کل یہ کیفیت ہے کہ بھیک مانگنے والے فقیر ہر جگہ یہ سنائی دیں گے کہ اللہ ہی اللہ۔ اللہ ہی اللہ۔ اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارے پاس کچھ نہیں خدا کے لئے ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ پس مسلمان اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں اور

خدا تعالےٰ پر توکل

رکھیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ اور روس نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنا لئے ہیں۔ جس کی وجہ سے دنیا ان سے مرعوب ہے۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ سے دعائیں کی جائیں اور اپنے اندر سچا ایمان پیدا کیا جائے تو اللہ تعالےٰ اس کا بھی کوئی نہ کوئی توڑ پیدا فرما دے گا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ امریکہ یا روس ایٹم بم کا کوئی توڑ پیدا کریں گے۔ مگر اب

قرآن کریم پر غور

کرنے سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ روس اور امریکہ اس کا توڑ پیدا نہیں کریں گے بلکہ آسمان سے ایسے شہاب ثاقب گرائے جائیں گے جن سے ان کے تمام بم بے کار ہو کر رہ جائیں گے اور دنیا کی تباہی کے ارادوں میں ناکام رہیں گے۔

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف توجہ کریں۔ اور اس سے سچا تعلق پیدا کریں اور اگر وہ خدا تعالےٰ سے سچا تعلق پیدا کریں تو ان کی تلواریں توپوں سے بھی زیادہ کام کریں گی۔ اور ان کے تھوڑے سے روپے کروڑوں ڈالروں اور پونڈوں سے بھی زیادہ نتیجہ خیز ہوں گے کیونکہ مومن کے روپیہ میں اللہ تعالےٰ بڑی برکت پیدا فرما دیتا ہے۔

ایک دفعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک اشرفی دی اور فرمایا کہ میرے لئے قربانی کا ایک اچھا سا دنبہ خرید لاؤ۔ جب وہ واپس آیا۔ تو اس نے آپ کی خدمت میں دنبہ بھی پیش کر دیا اور اشرفی بھی واپس دے دی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اشرفی کیوں واپس کر رہے ہو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں باہر دیہات میں نکل گیا تھا یہاں تو ایک اشرفی کا ایک ہی دنبہ آتا ہے مگر باہر گاؤں میں جا کر

ایک اشرفی

کے دو دنبے مل گئے جب میں واپس آیا تو میں نے شہر میں ایک دنبہ ایک اشرفی میں فروخت کر دیا اب دنبہ بھی حاضر ہے اور اشرفی بھی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے

مومن بندہ کے روپیہ میں بڑی برکت

پیدا فرما دیتا ہے اور اس کا تھوڑا سا روپیہ بھی اس کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے۔

قادیان میں عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب

(بقیہ صفحہ ۲)

کام کو پھیلانے اور جلال الٰہی کے ظہور اور انسانوں کی رستگاری کے لئے جس وجود کو کھڑا کیا ہے اور اس کے ذریعہ بفضلہٖ تعالےٰ یہ سب کام نہایت شاندار طور پر پورے ہو رہے ہیں خدا تعالےٰ آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ ایسے وجودوں کی زندگیاں بڑی قیمتی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے دعائیں کرنا جماعتی شیرازہ کی مضبوطی اور دین کی تقویت کا باعث ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ پہلی عیدالاضحیہ ہے جبکہ ہمارے امیر مقامی محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل یہاں موجود نہیں ہیں وہ مکہ معظمہ میں حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں اس طرح قادیان اور دیگر بیرونجات کے بہ احمدی احباب فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کی دعائیں قبول فرمائے۔ اور ان سب کو بخیریت واپس لائے۔ اور ان کے حج ہر طرح سے موجب برکات ہوں۔ آمین۔

آخر میں آپ نے اپنی صحت کے متعلق بتایا کہ آہستہ آہستہ طبیعت اعتدال پر آرہی ہے۔ میری بیماری کے عرصہ میں میرے بھائیوں اور بہنوں نے جس رنگ کی محبت اور اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے۔ اور ہماری خوشیوں میں دلی انبساط محسوس کی ہے۔ میں ان سب کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اور اس تعلق کی وجہ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آئندہ بھی آپ سب حضرات ہمارے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے جو دعائیں کیں خدا تعالےٰ اس سے وافر حصہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کے زیادہ سے زیادہ ایسے مواقع عطا فرمائے جو اس کی رضا کا موجب ہوں آمین۔

اس کے بعد آپ نے ایک پُرسوز لمبی اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں تمام احباب شریک ہوئے۔ بعد ازاں سب احباب نے باری باری محترم صاحبزادہ صاحب سے معانقہ کیا۔ اور ایک دوسرے سے مل کر عید مبارک کا تحفہ پیش کیا۔

بعد فراغت سنت نبوی کی اقتدار میں عید کے تینوں دنوں میں ۱۴ مقامی احباب نے قربانی دی اور ۸۷ جانور بیرونجات کے احباب کی طرف سے ان کی خواہش کے مطابق ذبح کئے گئے۔ قربانی کے جانوروں کے ذبح کرنے اور درویشانِ کرام میں گوشت کی باقاعدہ تقسیم کا کام نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ لوکل انجمن احمدیہ کے مستعد کارکنان مکرم حکیم بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری اور مکرم ممتاز احمد صاحب ہاشمی سیکرٹری امور عامہ کے ذریعہ سرانجام پایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

قائم مقام امیر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب باوجود انتہائی مصروفیات کے لوکل کے انتظامات کی نگرانی فرماتے رہے۔ اور اپنے زرّین ہدایات سے نوازتے رہے۔ اس طرح پر عیدالاضحیہ کی یہ مبارک تقریب تین روز تک جاری رہ کر بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

فالحمد للہ رب العٰلمین۔

درخواست دعا

میں اس سال پری یونیورسٹی کا امتحان دے رہا ہوں۔ امتحان ۱۵ اپریل سے شروع ہے۔ تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے کامیاب عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

عنایت الٰہی خان (ابن مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش) متعلم سٹیٹ کالج آف ایجوکیشن ...

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصَّلٰوۃ والسَّلام

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس

(۶)

امر ہشتم ـ حضور اور ہمدردئ خلق

حضرات! اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے اس پہلو کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضور کے اندر ہمدردی مخلوق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ اس کا بیّن ثبوت تو یہ ہے کہ حضور نے ہمدردئ خلق کو شرائط بیعت میں داخل فرمایا ہے۔ شرائط بیعت میں سے نویں شرط یہ ہے کہ

شرائط بیعت

"بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلیوے .... یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

حضور کے ارشادات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کے ضمن میں حضور اپنی حالت یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ

(الف) "میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ تو فائدہ پہنچاؤں۔ اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لا ابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔"

(ملفوظات حصہ اول صفحہ ۳۴۲)

(ب) ایک دوسرے مقام پر حضور فرماتے ہیں کہ

"یاد رکھو ہمدردی تین قسم کی ہے اوّل جسمانی۔ دوم مالی تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے۔ اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے۔ کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کرتا ہے جب کہ اس میں طاقت بھی ہو مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں تڑپ رہا ہو تو کوئی شخص جس میں خود طاقت و قوت نہیں ہے کہ اُسے اُٹھا کر مدد دے سکتا ہے اسی طرح پر اگر کوئی بے کس بے سروسامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو۔ اس کی ہمدردی کیونکر ہوگی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت۔ بلکہ جب تک انسان انسان ہے۔ وہ دوسرے کے لئے ہمدردی کرسکتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی سے انسان کام نہ لے۔ تو سمجھو کہ وہ بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔"

(اخبار الحکم ۱۹ جولائی ۱۹۰۱ء)

(ج) ہمدردئ مخلوق کے جذبہ کا اپنے فارسی منظوم کلام میں یوں اظہار فرماتے ہیں

بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی براندم بجابر جبر و زور و اکراہم
غم خلق خدا صرفاً ز نبان خوردن چہ کار است
گرش صد جاں بیارزم ہنوزش ندا سیح ہم

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۵)

یعنی میں اس بات پر خوش ہوں کہ میرے اندر مخلوق خدا کا غم ہے۔ اور جب میرے دل زار میں اُن کے لئے درد اُٹھتا ہے تو میں اس میں لذت پاتا ہوں۔ میری زندگی کا مقصود اور مطلوب خدمت خلق ہے اور یہی ہمارا نصب العین اور مطمح نظر ہے۔ پند و نصیحت کے کوچہ میں میں نے از خود قدم نہیں رکھا۔ بلکہ خلق خدا کی ہمدردی مجھے زبردستی اس کوچہ میں کھینچ کر لائی ہے صرف زبان سے مخلوق خدا کی ہمدردی کا اظہار کرنا کوئی کام نہیں۔ میری حالت تو یہ ہے کہ اگر اس راہ میں میں سو جان بھی قربان کر دوں۔ تب بھی معذرت ہی کروں گا کہ ابھی میں کچھ نہ کر سکا۔

بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل بنی نوع انسان کے لئے گداز تھا۔ آپ نے دُنیا کی بھلائی کے لئے آنسو بہائے۔ خداتعالیٰ کے حضور چلّائے اور گڑگڑائے۔ حضور کی ہمدردی کا دامن بلالحاظ مذہب و ملت سب کے لئے وسیع تھا۔ حضور نے اپنے مال۔ زبان اور قلم سے اور اپنی دعاؤں سے مخلوق خدا کی ہمدردی کی۔ اگر کسی مخالف کو نصیحت کی۔ تو وہ محبت و پیار سے۔ تاکہ وہ خدائی غضب سے بچ جائے چنانچہ حضور فرماتے ہیں

سر ذرائع میں جہاں کی خون کیا ہم نے مگر
جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فراغ

نیز فرمایا

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(درثمین)

امر نہم ـ حضور کی غیر معمولی قوتِ قدسیہ اور مقناطیسی کشش

حضرات: انبیاء کرام کی پاک زندگیاں ایسے بے شمار واقعات سے لبریز ہوتی ہیں کہ اُن کے نورانی چہروں کے تقدس کو دیکھ کر ہی بعض سعید روحیں اُن پر ایمان لے آتی ہیں۔ اور انہیں کسی اور دلیل کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ دراصل ایک تو اُن میں قیافہ شناسی کی قوت ہوتی ہے اور دوسری طرف اُن کے نہاں خانہ دل میں سعادت جلوہ گناں ہوتی ہے۔ ایسی ہی غیر معمولی قوتِ قدسیہ اور مقناطیسی کشش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر موجود تھی۔ جس نے بے شمار لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ حضور کے شیدائی اور فدائی ہوگئے۔ مگر وقت کی رعائت رکھتے ہوئے صرف چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفہ اول جب پہلی مرتبہ حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لائے تو آپ نے حضور علیہ السلام کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی انوار ماموریت کو بھانپ لیا اور آپ کی عقیدت میں ایسے کھوئے گئے کہ سچ سچ سب کچھ آپ ہی کے قدموں پر قربان اور نثار کر دیا۔"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۰۹)

۲۔ حضرت منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشاق کی صف اوّل میں سے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ

"ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے۔ بیمار بھی ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے ہو جاتے تھے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۶۶)

سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء کی بات ہے کہ مسٹر والٹر جو آل انڈیا ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن کے سیکرٹری تھے جماعت احمدیہ کے متعلق اپنی ایک زیر تصنیف کتاب کے لئے مواد جمع کر رہے تھے قادیان آئے۔ اور دیگر ملاقات کے علاوہ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کے کسی پُرانے صحابی اور عقیدت مند سے ملنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مسجد مبارک قادیان میں اُن کی ملاقات حضرت منشی محمد اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم سے کرائی گئی۔ جو ان دنوں کے انتظار میں وہاں تشریف رکھتے تھے۔ مسٹر والٹر نے سوال کیا کہ

"آپ مرزا صاحب کو کب سے جانتے ہیں اور آپ نے اُن کو کس دلیل سے مانا اور اُن کی کس بات نے آپ پر زیادہ اثر کیا؟"

حضرت منشی صاحب رضی اللہ عنہ نے بڑی ہی سادگی کے ساتھ فرمایا کہ

"میں حضرت صاحب کو اُن کے دعوے سے پہلے کا جانتا ہوں میں نے ایسا پاک اور نورانی انسان کوئی نہیں دیکھا۔ اُن کا نور اور مقناطیسی شخصیت ہی میرے لئے اُن کی سب سے بڑی دلیل تھی۔ ہم تو اُن کے مُنہ کے بھوکے تھے۔"

حضرت منشی صاحب اتنا کہہ کر یوں معلوم ہوا۔ کہ اُن کی یادوں کے نازک تاروں کو کسی نے چھیڑ دیا ہے۔ اتنے سے الفاظ کے بعد آپ بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک بچہ اپنی مادر مہربان کی گود سے جدا ہونے کے باعث بلک بلک کر رو رہا ہے۔ اب کیفیت یہ تھی کہ حضرت منشی صاحب روئے جا رہے تھے۔ اور مسٹر والٹر حیران و ششدر کھڑا دیکھ رہا تھا۔ مسٹر والٹر پر آپ کی اس سادہ سی بات کا اس قدر اثر ہوا۔ کہ اس نے

اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں اس واقعہ کا خاص طور پر ذکر کیا اور لکھا کہ :۔

"مرزا صاحب کو ہم غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں مگر جس شخص کی صحبت نے اپنے مریدوں پر ایسا گہرا اثر پیدا کیا ہے۔ اُسے ہم دھوکہ باز ہرگز نہیں کہہ سکتے۔"

(احمدیہ موومنٹ مصنفہ مسٹر ایچ۔ اے والٹر)

اب کوئی ہے جو حضرت منشی صاحب کی اس دلیل کو توڑ سکے۔ کہ

"ہم تو اُن کے مُنہ کے بھوکے تھے"۔

اور کیا کوئی علم کلام اس دلیل کو حضرت منشی صاحبؓ کے دل سے کھرچ کر نکال سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔

۳۔ ایک دفعہ قادیان میں علاج وغیرہ کے سلسلہ میں ایک شخص مردان سے آیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دشمن تھا۔ اُس نے اپنی رہائش کے لئے مکان بھی احمدیہ محلہ سے باہر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ شخص واپس جانے لگا، تو کسی نے کہا کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھنا تو پسند نہیں کرتے۔ اب واپسی سے قبل کم از کم ہماری مسجد ہی دیکھتے جاؤ۔ اُس نے کہا اچھا۔ مگر مجھے ایسے وقت لے جاؤ جب مرزا صاحب وہاں نہ ہوں۔ چنانچہ اُن کو مسجد مبارک لے گئے۔ جب کہ نماز کا وقت نہ تھا۔ مگر عجیب اتفاق ہوا کہ اِدھر یہ شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اُدھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمرہ کی کھڑکی کھلی اور حضورؑ کسی کام سے مسجد میں تشریف لائے۔ جب اس شخص کی نظر حضور پر پڑی تو وہ حضور کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی بیتاب ہو کر حضور کے قدموں پر آ گرا اور اسی وقت بیعت کر لی۔

(ملخص از تاریخ احمدیت حصہ سوم صفحہ ۵۷۷)

۴۔ ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں مقیم تھے۔ اور اپنی کتاب "ازالہ اوہام" تصنیف فرما رہے تھے۔ اُن دنوں ایک غیر احمدی عالم مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کی لدھیانہ میں تقاریر ہو رہی تھیں۔ اور لوگوں میں ان کی خوب واہ واہ تھی۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ جب وہ ایک جلسہ میں اپنی تقریر سے فارغ ہو کر لوگوں کے ہمراہ واپس جا رہے تھے اس راستہ سے گذرے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قیام گاہ کے پاس سے گذرتا تھا۔ عجیب اتفاق ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُسی وقت زنانہ مکان سے کسی ضرورت کے لئے مردانے مکان میں جانے کے لئے نکلے۔ تو مولوی صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ حضور نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ مولوی صاحب نے فوراً مصافحہ کیا اور سلام کا جواب دیا۔ حضرت اقدس اسی حالت میں مولوی صاحب کو لیکر اپنے مردانہ مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب موصوف حضور کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ وفات مسیح ناصریؑ پر مختصر سی گفتگو ہوئی۔ مولوی صاحب اس گفتگو سے اتنے متاثر ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ ظلمت دل چھٹ چکی تھی اور حق آشکارا ہو گیا تھا۔ ادب سے عرض کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث "من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقرئہ منی السلام" (جو تم میں سے عیسیٰ ابن مریم کو ملے اُن کو میرا سلام پہنچائے) کی تعمیل میں میں حضور کو سلام کہتا ہوں حضور نے اُس وقت ایک عجیب حالی حالت میں مولوی صاحب کو دیکھا اور "وعلیکم السلام" فرمایا۔

حاضرین جلسہ باہر مولوی صاحب کے انتظار میں تھے۔ اور جتنے منہ اُتنی باتیں۔ کوئی کہتا تھا کہ مولوی صاحب بڑے عالم ہیں اُنہوں نے مرزا صاحب کو مُنہ توڑ جواب دیا ہو گا۔ اور اب تو وہ مرزا صاحب کو قائل اور تائب کر کے ہی نکلیں گے۔ کوئی کہتا نہیں نہیں مرزا صاحب بڑے جادوگر ہیں۔ اُنہوں نے مولوی صاحب پر بھی اپنا افسون ڈال لیا ہو۔ جب کافی دیر ہو گئی۔ اور باہر سے لوگوں نے زیادہ شور کیا۔ تو مولوی صاحب نے اندر سے ہی لوگوں کو کہا۔

"میں نے حق دیکھ لیا ہے اب تم لوگ جاؤ"۔

اس پر کافی ہنگامہ و شور ہوا۔ اور لوگ مایوسی و نامرادی کی حالت میں وہاں سے منتشر ہو گئے۔ گویا حضرت اقدس علیہ السلام کی قوت قدسیہ اور مقناطیسی کشش نے مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کی قلبی کیفیت کو بدل کر اُن کو حق کی طرف کھینچ لیا۔ چند منٹ قبل آپ کا مخالف اور لوگوں کا محبوب مقرر۔ حضور اقدس کی صحبت میں چند منٹ رہنے کے بعد حضور کا معتقد اور غلام بن گیا۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد

(ملخص از حیات طیبہ صفحہ ۱۱۱ تا صفحہ ۱۱۹)

کیا غیر از جماعت لوگوں کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہے اُنہوں نے حضور کی اس روحانی قوت اور مقناطیسی کشش کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ

۱۔ امرتسر کے ایک غیر احمدی اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر نے آپ کے وصال پر جو شذرہ لکھا۔ اُس میں رقمطراز ہے۔ کہ

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا۔ اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دُنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا ...... دُنیا سے اُٹھ گیا ..... ایسے شخص جو مذہبی یا عقلی دُنیا میں انقلاب پیدا کریں ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے"۔

۲۔ اسی طرح لاہور کے مشہور غیر احمدی رسالہ "تہذیب النسواں" کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا :۔

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے .... اُن کی ہدایت اور راہنمائی مُردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی"۔

۳۔ مسٹر والٹر ایم۔ اے جن کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں وہ اپنی انگریزی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں لکھتے ہیں :۔

"یہ بات ہر طرح سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے۔ اُن کی اخلاقی جرأت جو اُنہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابل تحسین ہے۔ صرف ایک مقناطیسی جذب اور دلکش اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا ہے جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقائد کے لئے جان دے دی۔ مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ میں نے بعض پرانے احمدیوں سے اُن کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور جذب اور مقناطیسی شخصیت کو پیش کیا"۔

(ترجمہ از احمدیہ موومنٹ)

امر دوم :۔ احمدیت کی ترقی کی بشارات

حضرات! اب میں اپنی تقریر کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے اس اہم پہلو کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ حضور نے اپنے خداداد مشن پر پورا اعتماد و یقین رکھتے ہوئے جماعت کو ہمیشہ ہی اپنے سلسلہ کی ترقی کی خدائی بشارتیں سنائیں۔ آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیئے گئے علم کی وجہ سے یقین کامل تھا۔ کہ آپ کے مخالف ناکام و نامراد رہیں گے اور حاسد بشرمندہ ہوں گے اور آپ اپنے جلیل القدر مقاصد میں کامیاب و کامران اور مظفر و منصور ہوں گے۔ چنانچہ حضور کے دعوےٰ کے بعد سر آنے والا دن باوجود مخالفین کی انتہائی مخالفت کے اپنے ہمراہ سلسلہ کے لئے ترقیات اور کامیابیاں کا تحفہ لاتا رہا اور ان انعامات الٰہی کے نتیجہ میں سعید تبعین اور مخلصین سلسلہ کے ایمان ہمیشہ تازہ ہوتے اور بڑھتے رہے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو آج ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف ممالک میں تبلیغی مشن قائم ہیں اور اشاعت اسلام اور قرآن کا کام ہو رہا ہے۔ اور ہم بڑے فخر کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے۔ جس پر آج دُنیا میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہم ہر ملک میں پائے جاتے ہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ حضور اپنی کامیابی اور سلسلہ کی ترقی کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

(الف) "میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ اُن کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر اُن کے پچھلے .... اور اُن کے پہلے اور اُن کے زندہ اور اُن کے مُردے تمام جمع ہو جائیں۔ اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا اُن تمام دعاؤں کو لعنت

کی شکل پر بنا کر اُن کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت سے ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں اُن کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس اُمت پر رحم کر۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۔)

؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

(ازالہ اوہام)

(ب) نیز حضور فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی۔ اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

سو اے سننے والو۔ اِن باتوں کو یاد رکھو۔ اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۷)

پس مبارک ہے وہ شخص جو اس مامور ربانی اور مرسلِ یزدانی کی سیرت اور تعلیمات پر غور و فکر کر کے اُن کو شناخت کرتا ہے اور ان پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کر کے خدا تعالیٰ کے ذملوں کا وارث بنتا ہے۔ اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اشعار پر ہی اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں ؎

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

(درثمین)

خاکسار
شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
مدراس

سفرِ حج کے ایمان افروز حالات (بقیہ صفحہ اوّل)

پھر اُنکے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر سلام پڑھایا۔ علاوہ ازیں روضۂ مبارک کے ساتھ ہی جانب قبلہ کچھ جگہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مقام پر وحی لیکر نازل ہوا کرتے تھے اس مقام پر دعائیں قبول ہوتی ہیں اس مقام پر بھی حسب رواج مسنون دعائیں پڑھائی گئیں معلمین دعا کیوقت خاص الفاظ زور زور سے پڑھتے جاتے ہیں معلمین کے ساتھ ساتھ حاجی لوگ بھی پڑھتے جاتے ہیں۔ روضۂ اقدس کی دائیں جانب محراب النبی صلعم ہے۔ اس کے دائیں جانب منبر صلعم ہے اسکے متعلق حدیث نبوی مرکوز ہے۔ مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک اور منبر کے درمیان ایک حصہ ہو ریاض الجنۃ کہلاتا ہے (۱۶) ستون کی جگہ علیحدہ کی گئی ہے۔ اِن ستونوں میں ایک ستون حضرت فاطمہ رضہ کے ستون کے نام سے موسوم ہے۔ اور ایک ستون ستون توبہ کہلاتا ہے۔ یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ ستون توبہ کے پاس جو شخص دو رکعت پڑھکر توبہ کرے اُس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ ریاض الجنۃ کی جگہ جو بطور نشانات کے علیحدہ ہے اس میں حاجی لوگ نفل ادا کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی و تلاوت قرآن مجید کرتے رہتے ہیں نیز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ وقفہ وقفہ سے لوگ آکر اس مقام پر نوافل وغیرہ ادا کرتے اور تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ روضۂ مبارک کے پچھلے حصہ میں ایک محراب بنایا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔ اس مقام کو ایک مختصر سا کٹہرا لگا کر علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اس مقام پر بھی حاجی لوگ دو رکعت نفل ادا کرتے ہیں۔ اسکے عین بالمقابل پچھلی جانب اصحاب الصفہ کی ایک بیٹھک بنائی گئی ہے جو اطراف سے ایک کٹہرے محدود کیگئی ہے۔ یہاں پر بھی حاجی تلاوت قرآن مجید و نوافل ادا کرتے ہیں۔

مسجد نبوی مسجد نبوی نہایت وسیع پیمانہ پر تعمیر کیگئی ہے ایک حصہ جس میں روضۂ مبارک و محراب النبی و منبر صلعم و اصحاب الصفہ کی بیٹھک ہے نیز محراب النبی اور روضۂ مبارک کے اوپر کے حصہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محراب ہے جن کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں توسیع ہوئی ہے یہ تمام مسجد نبوی کا حصہ ترکوں کے زمانہ میں تعمیر شدہ ہے جسپر تقریباً ڈھائی سو سال سے زیادہ عرصہ گذر رہا ہے۔ مسجد نبوی کا سامنے کا حصہ جو ترکوں کی تعمیر تھی اس کو توڑ کر شاہ سعود نے موجودہ نئی قسم کی تعمیر کے مطابق بہت اونچے اونچے کمانوں سے تعمیر کی جسمیں ہر ایک کمان کو چاروں طرف لائٹ سے مزین کیا گیا ہے نیز اس کے اطراف دیواروں میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے بجلی کے پنکھے نصب کئے گئے ہیں۔ یہ تعمیر نہایت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے اور بہت ہی ہوادار بنایا گیا ہے۔ یہ سب حصہ حرم شریف کہلاتا ہے۔ حرم شریف کے درمیان دو حصے کھلے رکھے گئے ہیں جس میں ریتی اور کنکریاں بچھائی گئی ہیں جہاں اکثر کبوتروں کو دانا ڈالا جاتا ہے۔ باہر آنیوالے حاجی لوگ کبوتروں کے لئے غلہ خرید کر ڈالتے ہیں غلہ اسقدر جمع ہو جاتا ہے کہ کبوتروں کے لئے ایک سال سے بھی زیادہ غلہ فراہم ہوتا ہے جو حکومت کی جانب سے تھیلیوں میں بھر کر اسٹاک کرتے ہیں۔

مسجد نبوی ہمیشہ نمازیوں سے پُر رہتی ہے حاجی لوگ روزانہ تلاوت قرآن مجید و ذکر الٰہی درود وسلام و نوافل ادا کرتے رہتے ہیں مستورات کو نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی بائیں جانب ... مختص کیا گیا ہے۔ مستورات تقریباً ½ یا ¼ رہتی ہیں

جنۃ البقیع مدینہ کے حرم شریف کے بالکل قریب جنۃ البقیع ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ دس ہزار سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم کے مزار مبارک ہیں۔ جسمیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ازواج مطہرات صلعم و اولاد پاک رسول مقبول صلعم وغیرہ مدفون ہیں۔ مستورات کو جنۃ البقیع میں داخل نہیں ہونے دیا جاتا۔ ہر حاجی جنۃ البقیع میں جا کر درود وسلام بھیجتا ہے۔

جبل اُحد مدینہ منورہ کے قریب جبل اُحد ہے اُحد کے میدان میں ایک چار دیواری بنائی گئی ہے جسمیں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول مقبول صلعم اور حضرت عبداللہ بن حجش و مصعب بن عمیر کے مزار ہیں۔ دوسری طرف جنگ اُحد کے بہتر شہداء کے مزار مبارک ہیں۔ انکے بازو سے ایک نہر گذرتی ہے کہا جاتا ہے کہ اسکو ترکوں نے بنایا تھا۔ پانی نہایت عمدہ اور شفاف ہے اکثر حاجی عورتیں و مرد کپڑوں میں بطور تبرک انہیں بناتے ہیں۔ شہداء کے قبرستان کی چار دیواری کے پچھلے حصہ کی جانب جبل اُحد واقعہ ہے اور اس قبرستان کے بالکل سامنے وہ ٹیلہ ہے جسپر جنگ اُحد کے وقت آنحضرت صلعم نے چالیس تیر اندازوں کو کھڑا کیا تھا اور اس چھوٹی سی پہاڑی پر مکانات کی تعمیر ہو چکی ہے۔ حاجی شہداء کے مقابر پر بھی جا کر سلام بھیجتے ہیں۔ یہاں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر مسجد قبلتین ہے جسمیں دو رکعت نفل ادا کرے زنانکی جاتی ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جس میں رسول مقبول صلعم کو بذریعہ وحی بتایا گیا تھا کہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی جایا کرے۔ اس لئے اس مسجد کا نام قبلتین ہے یہاں سے تقریباً دو میل سے زائد فاصلہ پر پانچ مساجد ہیں جو قریب قریب فاصلہ پر بنی ہوئی ہیں۔

(۱) مسجد حضرت ابو بکر رضہ (۲) مسجد حضرت عمر رضہ (۳) مسجد حضرت علی رضہ (۴) مسجد الغمامۃ رضہ۔ (۵) مسجد حضرت بلال رضہ۔ یہ پانچوں مساجد مدینہ منورہ کی پہ فقرہ کی جاتی ہیں۔ یعنی اندرون مدورآبادی۔ ان مساجد میں دو دو نفل ادا کرتے ہیں مسجد قبا۔ یہ وہ مسجد ہے جو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کروائی اور آنحضرت صلعم نے اپنے دستِ مبارک سے اسکی بنیاد رکھی۔ کہا جاتا ہے مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اتنا ثواب ہے جتنا کہ عمرہ کا۔ اس مسجد میں بھی حاجی لوگ جا کر دو نفل ادا کرتے اور دعا کرتے ہیں۔ ان مقامات پر جانے کیلئے مسجد نبوی سے ٹیکسی موٹریں حرم میں ملتی ہیں۔ جو ابتداءً ایک فی کس دو روپیہ لیتے ہیں۔ بعد میں جیسے جیسے حاجیوں کی آمد بڑھتی ہے فی کس پانچ روپیہ کرایہ لیتے ہیں۔ ٹیکسی موٹریں ہر وقت میسر آسکتی ہیں۔ مدینہ منورہ مکہ شریف کے مقابل پر چھوٹا ہے۔ مدینہ کی سڑکیں بھی کشادہ نہیں ہیں۔ آبادی گنجان ہے مکہ کے مقابل پر ہر چیز یہاں مہنگی ہے۔ مدینہ میں اکثر دکاندار مہاجرین جو غیر ممالک سے آکر بس گئے ہیں۔ ہندوستانی اور پنجابیوں کی کثرت ہے۔ جو ہر چیز مہنگی فروخت کرتے ہیں۔

دیگر احمدی احباب سے ملاقات ربوہ اور لاہور کے بعض احمدی دوست بمع اہل و عیال کے کویت سے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں ہم سب احمدی باقاعدہ حرم شریف میں باجماعت پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں اجتماعی دعائیں بھی کی جا رہی ہیں۔ بفضل خدا ہم سب بالکل خیر و عافیت سے ہیں۔ اور بڑے آرام سے دن گذر رہے ہیں۔

ڈاک کا انتظام سعودی عرب کا پرسٹل انتظام ہے۔ پوسٹ مین گھر گھر نہیں بلکہ خط لکھکر پوسٹ آفس جانا وہاں پوسٹ آفس میں ... کرتے ہیں اسکے مطابق خط دیتے ہیں۔ آبادی میں کہیں بھی پوسٹ بکس نہیں صرف پوسٹ آفس میں ہی پوسٹ بکس ہیں۔ اس سے عوام کو کافی تکلیف ہوتی ہے۔ بقیہ حالات انشاء اللہ تعالیٰ ایام حج کے بعد تفصیل وار بھجوا دیں گے۔

احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے خاکسار جملہ کرام اور بزرگان جماعت اور درویشان کرام سے گزارش ہے کہ وہ ہمارے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کے مقاصد میں ہمیں کامیابی عطا فرمائے اور ہمارے مناسک حج کو شرف قبولیت عطا کرے آمین ہم سب ہار اخدا رانی ہراور

گلدستہ ــــــ جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

(قسط نمبر ۱)

(۳۴)

حضرت موسےٰ کا عصا آخر ایک بے جان لکڑی ہی تو تھا جس سے آپ بکریوں کے لئے درختوں کے پتے جھاڑا کرتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس سے کام لینا چاہا تو یوں قدرت نمائی فرمائی کہ اسی عصا نے مصر کے شہرۂ آفاق ساحروں کو مسحور و مغلوب بنا کر رکھ دیا۔ قرآن حکیم نے اس قسم کی مثالیں دے کر ذہن انسانی کو اس طرف مبذول کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب علویت اور اہمیت بخشنے پر آتا ہے تو اسی طرح ذرّوں کو آفتاب بنا دیا کرتا ہے اور خاک نشینوں کو وہ سرفرازیاں بخشتا ہے کہ وہ بالائے افلاک پرواز کرتے ہیں۔

کچھ اسی قسم کی بے جان۔ کم پایہ اور ناکارہ لکڑیاں تھیں جو اس زمانہ کے موسوٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں آئیں اور جب اللہ تعالیٰ نے ان سے کام لینا چاہا تو ان میں جان ڈال کر درویش بنا دیا جن کا وجود آج دنیائے احمدیت کے لئے باعث فخر و عزت بنا ہوا ہے اور خدمت دین کے یہ مواقع پانے پر ہمارے یہ درویش بھائی اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی حمد کریں کم ہے۔

درویشوں کا یہ قافلہ سفر زندگی پر رواں دواں ہے۔ گذشتہ سترہ سالوں میں ہمارے کتنے ہی عزیز بھائی ہم سے جدا ہو کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہی خوش قسمت لوگ تھے جو اپنی منزل پر پہنچ گئے اور جو لوگ ابھی اپنی منزل سے دور ہیں بہر حال ان کا راستہ کٹھن اور دشوار گذار ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کا حافظ و ناصر رہے۔

اپنی منزل کو کامیابی اور خوش اسلوبی کے ساتھ پا لینے والوں میں ہمارے ایک عزیز اور بزرگ بھائی دفعدار محمد عبد اللہ صاحب درویش بھی تھے۔ ہمہ اوقات مسکراتا ہوا اور باوقار چہرہ۔ سفید ریش ستر سالہ سرخ رُو نوجوان۔ بغل میں رجسٹر دبا ہوا۔ ہاتھ میں کپڑے کا ایک تھیلا سا تھیلا لئے جب دور سے نظر آیا کرتا تو دیکھنے والے جان لیتے تھے کہ یہ دفعدار محمد عبد اللہ صاحب ہیں جو چندہ وصول کرتے پھر رہے ہیں۔ پیسوں والی تھیلی اور رسید بک۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ انکے جسم کے حصے ہیں۔ اور ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان دونوں چیزوں کے بغیر نظر آئے ہوں۔ گلی میں۔ بازار میں۔ مسجد میں۔ بہشتی مقبرہ آتے جاتے وقت جہاں کہیں مل جاتے یہ دونوں چیزیں ان کی ناک اور آنکھوں کی طرح ان کے ساتھ ہوتیں۔ اور آج جبکہ ہمارا وہ بھائی ہم سے جدا ہو گیا ہے یہ ناممکن ہے کہ کوئی درویش ان کا تصور باندھے تو تصور کی سکرین پر رسید بک اور پیسوں والی تھیلی نظر نہ آئے۔ جمعہ یا عیدین کے روز تو وہ دوسرے ایام کے مقابلہ میں زیادہ مصروف اور متحرک ہوتے تھے اور بقایا داروں کے پاس وہ یوں پہنچ جایا کرتے تھے۔ جیسے باز اپنے شکار کی طرف جھپٹتا ہے۔ جہاں دیکھو کسی نہ کسی درویش کو چندہ کے لئے گھیرے رہتے تھے۔

میں سمجھتا ہوں کہ وہ پیدائشی سیکرٹری مال تھے۔ انہوں نے ایام درویشی میں متواتر سالہا سال تک اس عہدہ پر اتنی خوش اسلوبی سے اور محنت اور جنون کے ساتھ کام کیا ہے کہ لوکل طور پر تحصیل چندہ جات کے ہر موقعہ پر ان کی یاد دیر تک آیا کرے گی۔

ان کی اصل ڈیوٹی مرکزی لائبریری میں لائبریرین کی تھی۔ دفتری اوقات میں وہ کتابوں کی عظیم الجثہ الماریوں میں بکھرے ہوئے رجسٹرات کو ترتیب دیتے رہتے یا کتابوں کے ناموں کی چٹیں تھک تھک کر لگاتے رہتے۔ لائبریرین کا کام ایک فنی کام ہے اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک خشک اور بظاہر سرسری سا کام ہے کہ ہر شخص کے بس کا روگ نہیں ہو سکتا۔ لائبریری کے کمروں میں بڑی بڑی الماریوں میں سالہا سال سے پیدا ہونے والا نم نا دیکھی جو گرد کی کتابوں سے باتیں کرنا ہر زبان دار کا کام نہیں ہو سکتا۔ مرحوم دفعدار صاحب کی تعلیم بہت کم تھی۔ اور لائبریرین کے کام سے قطعاً ناواقف تھے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے لائبریری کی ترتیب و نگرانی میں اپنے مفوضہ فرائض کو جس ڈھنگ سے سالہا سال تک ادا کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ اور بات وہی حضرت موسےٰ کے عصا کی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو بے جان بھی جان بن جاتی ہے۔

مرحوم فتح پور ضلع گجرات (پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ اور چونکہ یہ ایک روایت سی چلی آتی ہے کہ ضلع گجرات کے لوگ سونی صدی چور ہوتے ہیں۔ اس لئے اس یقینی علم کے باوجود کہ مرحوم امانت و دیانت کے اعلیٰ مقام پر تھے اکثر بے تکلف احباب انہیں چھیڑا کرتے تھے مثلاً

"دفعدار صاحب! سُنا ہے آج مسجد اقصیٰ سے ایک جوتی چوری ہو گئی ہے اور نام آپ کا لگ رہا ہے!"

اس پر وہ مسکرا کر کہتے کہ

"میں تو صرف جیبیں کاٹتا ہوں اور وہ بھی لوگوں کی مرضی سے (یعنی سیکرٹری مال کا کام کرتا ہوں)"

اس طرح کے مزاحیہ تیر وہ برداشت بھی کرتے تھے اور خود بھی چلایا کرتے تھے۔

ایک کام جسے مرحوم کا کارنامہ سمجھا جانا چاہیئے یہ ہے کہ انہوں نے لگاتار دس بارہ سال تک مربی اطفال کا کام اتنی عمدگی سے کیا کہ ان کے انہماک کو دیکھ کر حیرت آیا کرتی تھی۔ چھوٹے بچوں سے نمازیں یاد کروانا۔ اذان کرانا۔ قلیں یاد کرانا۔ انہیں مسجد میں لانا۔ نماز کی ادائیگی کا طریق سکھانا۔ صفوں میں بٹھانا۔ اور نمازوں کے اوقات میں کنٹرول کرنا یہ سارے کام وہ بڑی محبت اور لگن کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ بچے تو فرشتے کی مانند سنبھالنا بھی ایک مشکل مسئلہ ہے چہ جائیکہ آدم زاد۔ چھوٹی عمر کے بچوں میں جو شوخیاں ہوتی ہیں۔ جو کھیل کود کا جنون ہوتا ہے اور نت نئی شرارتیں سوچنے میں وہ جو حیرت انگیز جدتیں اختیار کیا کرتے ہیں۔ ان سے بڑے بڑے ماہرین نفسیات کا دماغ چکرا جایا کرتا ہے۔ لیکن آج قادیان کے سارے والدین کو اعتراف ہے کہ ان کے بچوں کی تربیت اور نگرانی میں دفعدار صاحب مرحوم نے نمایاں اور پُرخلوص کردار انجام دیا ہے۔ بہت ارتقاء ہے۔ بعض بچوں نے مرحوم کے ساتھ اس قدر شرارتیں کیں اور گستاخیاں کیں کہ کوئی اور ہوتا تو ایسے مواقع پر بچوں کو زد و کوب کرتا۔ لیکن وہ ہمیشہ [illegible] دفعدار صاحب [illegible] بڑی ہمدردی کے ساتھ اپنا تربیتی کام کرتا چلا گیا۔

گذشتہ جلسہ سالانہ تک مرحوم اتنے صحتمند و توانا تھے۔ ستر سال سے متجاوز عمر کے باوجود اس قدر مضبوط و تنومند تھے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ وہ اتنی جلدی ہم سے رخصت ہو جائیں گے۔ لیکن اس کارگہ حیات میں ایسے ناقابلِ یقین حادثات بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اچھی صحتوں والے بلکہ عین عالم شباب میں موت کی وادی میں قدم رکھ کر اپنے پسماندگان کو اپنی زبان بے زبانی سے یہ سبق دے جاتے ہیں کہ

موت کا کوئی دن معین نہیں

تاکہ حساس دل عبرت پکڑیں اور اس زندگی عزیز کو غنیمت جان کر اس کے ہر لمحہ کو مقصدیت کے لئے صرف کریں اور آنے والے کل کا کبھی اعتبار نہ کرتے ہوئے آج سے فائدہ اٹھائیں کہ خدا جانے کل آئے یا نہ آئے۔

مرحوم جلسہ سالانہ قادیان کے بعد بڑی عمدہ صحت کی حالت میں جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے گئے تھے۔ اور وہیں ایک مہلک بیماری نے آ دبوچا اور متواتر تین ماہ تک بعارضہ سرطان فریش رہے۔ مرحوم کے ایک فرزند عزیزم رشید الغنی صاحب نے اپنے بیمار والد کی تیمارداری اور خدمت کرنے کے لئے اپنی ملازمت سے استعفا دے دیا اور ان کے پاس چلے آئے دوسرے بیٹوں نے بھی حق خدمت ادا کیا۔ لیکن مرحوم کی اس شدید خواہش پر کہ انہیں جلد قادیان پہنچا دیا جائے بیماری اور معذوری کی حالت میں ہی انہیں ۲۴ مارچ کو قادیان بھجوا دیا۔ اور یہاں اپنے درویش بھائیوں کو خدمت کا مختصر سا موقعہ دے کر وہ ۴ اپریل کو وہاں چلے گئے جہاں ہم سب نے ایک روز جانا ہے۔ مرحوم موصی تھے رجسٹر وصیت نمبر ۳۱۳ [illegible] اسی رات [illegible] بجے مرحوم کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں دفن کر کے درویش برادری سوگوار واپس آگئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرماتے اور جملہ پسماندگان کو صبر کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(۳۵)

تقسیم ملک نے جن خوشگوار مناظر کی دلدوز یادیں اپنے پیچھے چھوڑی ہیں وہ آج بھی جاگتے تصوّر اور مدہوش خوابوں میں ایک گہری [illegible] شدت اور تلخی کے ساتھ مستقر ہیں۔ اور ایک حساس [illegible] اور درد مند انسان [illegible] دل سے [illegible] فرمایا [illegible] [illegible] ہے۔

کہ کوشش! ایسا نہ ہوتا اور اگر ملک تقسیم ہوا تھا تو انسانیت کے یوں پرخچے اُڑتے۔ لیکن ایسا ہونا تھا اور ہو کر رہا [illegible] کا مہذب انسان اسے اپنی انسانیت کے ثبوت میں پیش کر سکے۔

انہی غیر یقینی حالات کے ایام میں ایک ناگزیر اور دردناک صورت یہ پیدا ہو گئی تھی کہ ہم درویشوں کے بیوی بچے قادیان سے مجبوراً چلے . . .

. . . .

. . . بچھڑ تقسیم کے بعد قادیان میں جو بیسیوں کی حالت گذری اس کے متعلق میں اپنے قارئین سے صرف یہی عرض کر سکتا ہوں کہ

نوا سے کبوتر بام حرم چہ میدانی
طپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

درویشوں نے وہ ایام بھی دیکھے کہ لنگر خانہ سے دو وقت کا کھانا ملتا تھا، جیب خرچ کے طور پر ماہوار پانچ روپے ملا کرتے تھے۔ مہنگائی کے ان پرخطر ایام میں ماہوار پانچ روپے جیب خرچ! ایک طرف صدر انجمن احمدیہ قادیان کی حقیقی مجبوری کار فرما تھی۔ اور اس پر کسی کو شکوہ کی گنجائش بھی نہ تھی۔ اور دوسری طرف صبر و رضا اور شکر و قناعت کا مظاہرہ۔ کہ چشم فلک نے بہت کم دیکھا ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ بہت کم لوگ ہونگے جنہوں نے آج تک درویشوں کے ابتدائی حالات پر اس نقطۂ نگاہ سے غور کیا ہوگا کہ وہ حوصلہ شکن اور صبر آزما ایام ہم پر کیسے گذر گئے۔ ایک طرف اپنی کم مائیگی کا یہ عالم کہ پانچ روپے جیب خرچ پر گزران ہو رہی ہے۔ صبر و ضبط کا مفہوم ذہن نشین کیا جا رہا ہے۔ شعب ابی طالب جیسے واقعات کو مرہم بنا کر دل کے زخموں پر لگایا جا رہا ہے تو دوسری طرف درویشوں کے بیوی بچوں کا یہ عالم کہ خطوں پر خط آ رہے ہیں کہ خرچ بھجوایا گذارہ کی کوئی صورت پیدا کرو۔ ہم سنا کرتے تھے کہ زہر دو کھو کے [illegible] تو مردوں کو غش آ جاتا ہے مگر عملی تجربہ انہی ایام میں ہوا۔ جب بیوی بڑے بڑے ننھے [illegible] عالم میں خط لکھتی تھی کہ تم نے تو دین کما لیا مگر یہاں کا والعفر . . . کی کیفیت . . . اور درویش ہزار پردوں میں اپنی بے بسی چھپا کر صبر کی تلقین کیا کرتے تھے۔ یہ دور [illegible] بھی بڑی پر لطف تھی۔ مگر ان تلخ ترین ایام کی سوز تلخیاں شاہد ہیں کہ انہوں نے محنت سے تنگ پرچہ اس [illegible] درویشوں پر ڈالا اور درویشوں نے صوفی صدی نہر عاجل کرنے کا میاب [illegible]

[illegible] ایام [illegible] درویشوں کے بیوی بچوں کے درمیان [illegible] سے عجیب [illegible] ۔۔۔ درویش بھی آخر انسان تھے۔ اور

دینداری یا خدمت دین کا جذبہ خواہ کتنا ہی بلند ہو انسانی جذبات میں سے مادی خواہشات کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ سوجہاں تک اپنے اپنے مستقبل پر غور کرنے کا سوال تھا۔ سبھی درویش طبعاً اپنے غیر یقینی مادی مستقبل کے بارہ میں بھی اور اپنے بیوی بچوں کے گزارہ کے لئے یا اپنے بوڑھے والدین کی خدمت یا اپنی معذوری کے تصور سے (جن کے ہی درویش کفیل تھے) پریشان رہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ان شدید ایام میں بھی وہ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمت دین کے جذبہ کو اپنے مادی حالات پر ترجیح دیتے رہے

تقسیم کے حالات کی شدتیں جب ذرا کم ہوئیں بربریت کے طوفان ذرا تھم گئے اور ہیں الملکتی حالات میں ذرا بہتری پیدا ہوئی تو قدرتی طور پر یہ ضروری ہو گیا کہ درویشوں کے بیوی بچوں کو پاکستان سے منگوا لیا جائے۔ چنانچہ مرکز قادیان نے اس کیلئے کوششیں شروع کر دیں۔

لیکن درویشوں کے بیوی بچے اور سسرال اور والدین بھی جو اپنی آنکھوں سے تقسیم ملک کے روح فرسا حالات کو دیکھ چکے تھے۔ اور پھر یہ بھی جانتے تھے کہ واہگہ سے گورداسپور تک دو سو میل کے ایریا میں قادیان ہی وہ واحد بستی ہے جہاں ایک قلیل سی تعداد میں مسلمان (درویش) آباد ہیں۔ وہ بجا طور پر سمجھتے تھے کہ ایسے حالات میں وہاں درویشوں کے بیوی بچوں کا جانا خالی از خطرہ نہیں ہو سکتا۔ انہیں ہزار یقین دلانے کی کوشش کی جاتی کہ اب حالات بدل چکے ہیں اور دہشت و بربریت کا دور ختم ہو چکا ہے۔ لیکن حقیقی اور چشم دید واقعات کا تصور ان زبانی تسلیوں پر بہر حال غالب آ جاتا رہا۔ ادھر ہم بھی اپنی جگہ سچے تھے اور اُدھر وہ بھی اپنی جگہ سچے تھے

لیکن آخر کار مرکز قادیان کی طرف سے حالات کی بہتری کا یقین دلانے پر درویشوں کے سسرال اور بیوی بچوں نے حامی بھر لی۔ اور حق یہ ہے کہ ان ایام میں درویشوں کے بیوی بچوں کا قادیان آنے کے لئے تیار ہو جانا اور درویشوں کے سسرال کا اس پر رضامند ہو جانا بجائے خود ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ اور اس زمانہ تک ہمارے بیوی بچوں کا کفیل ہونا تو ان لوگوں کا ہم پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا بدلہ ہم چکا ہی نہیں سکتے۔

بہر حال درویشوں کے بیوی بچے ۱۹۵۱ء میں ایک مبہم سا خوف دلوں میں لئے قادیان آنا شروع ہو گئے۔ ۲۳ جون ۱۹۵۱ء کو ایک گروپ کی صورت میں جو فیملیز آئیں انہی میں ہمارے ایک بھائی [illegible] بھی تھیں جو ہمارے درویش بھائی مولوی

محمد عبد اللہ صاحب کی اہلیہ تھیں۔ اور ۲۴ مارچ ۱۹۶۵ء کی رات کو اپنے پیچھے چھ کمسن بچے چھوڑ کر زچگی کے وقت اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ شادی شدہ خواتین کے حالات تحریر کرنا کسی دوسرے شخص کے لئے ممکن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر زندگی گذارتی ہیں۔ اور ان کے شوہر یا قریبی عزیز ہی ان کے حالات بہتر طور پر لکھ سکتے ہیں۔ لیکن مرحومہ کے گھر کی چار دیواری کو پھلانگ کر جو حالات مجھے معلوم ہوئے وہ یہ تھے کہ مرحومہ نے درویشی کے ایام بڑے صبر و شکر اور اپنے شوہر سے وفاداری کے ساتھ گذارے۔ اور اپنے بچوں کی بہتر رنگ میں دیکھ بھال کرتی رہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی ایک نیک خاتون کے عمدہ سے عمدہ مناقب ہو سکتے ہیں۔

مرحومہ کی وفات کا حادثہ اس نوعیت کے اعتبار سے بڑا ہی دردناک ہے کہ مرحومہ اپنے پیچھے چھ کمسن بچے چھوڑ کر فوت ہوئی ہیں۔ اور بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا ان کے والد اور خدا کے سوا اور کوئی نہیں۔

ایسے ہی بے مثال دردناک حادثات ہیں جن سے درویشی کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ اب ان ننھے بچوں کی کوئی خالہ یہاں موجود نہیں جو انہیں اپنی مرحومہ بہن کی نشانیاں سمجھ کر ان کی دیکھ بھال کر سکے۔ بچوں کی کوئی پھوپھی یہاں نہیں جو اپنے بھتیجوں بھتیجیوں کی پرورش کی ذمہ واری لے سکے۔ کوئی دادی یا نانی نہیں جو ان بچوں کو ماں کی مامتا کسی حد تک لوٹا دے۔ کوئی چچی یا تائی نہیں جو ازراہِ ہمدردی اس دردناک فرضِ پرورش کا

کچھ حصہ بانٹ سکے۔ اب تو صرف ان کا باپ ہی ان کے سر پر موجود ہے جسے دفتر کی ذمہ داریاں بھی نبھانی ہیں۔ اور ان کی ماں، خالہ، پھوپھی، دادی اور نانی بھی بننا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ قادیان میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور عام حادثہ ہے جو خود ہمارے لئے بھی اور بیرونی دنیا کے احمدیت کے لئے یہ اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے کہ درویشی کا یہ طویل دور کتنا کٹھن کس قدر صبر آزما اور کس قدر حوصلہ شکن ہے۔

وہ بیرونی لوگ جو درویشی کے سترہ سال گذارنے پر یہ سمجھ رہے تھے کہ درویش اب بالکل نارمل حالات میں رہ رہے ہیں آئیں اور دیکھیں کہ کس طرح ایک درویش اپنی بیوی کی وفات کے بعد اپنے چھ کمسن بچوں کی پرورش کے لئے جان جوکھم میں پڑا ہوا ہے۔ اور یہ اس کا درد ناقابلِ تقسیم ہے۔ ہم بچپن میں ایک کہاوت سنا کرتے تھے۔ کہ

"اونچی لمبی کھجور رہے۔
جو چڑھ جائے بیڑا پار
ہے۔ جو گر پڑے چکنا چور
ہے"

اور شاید یہ درویشی کے متعلق ہی کہا جاتا تھا!!!

درخواست دعا

محترمہ اہلیہ صاحبہ میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر راولپنڈی حال مقیم کینیڈا کی ایک آنکھ باقی ہے جس کا تیسرا اپریشن ہو رہا ہے۔ دوسری بار نیا پردہ لگایا جائے گا۔ ڈاکٹر زیادہ پر یقین نہیں۔ نظر کا انحصار اس پر ہے۔ احباب دعاؤں سے براہ کرم امداد فرمائیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

دعائے مغفرت

ماندوجن کشمیر کی جماعت میں مورخہ ۳۰ مارچ بروز جمعہ سحری کے وقت مسماۃ جنت بی بی صاحبہ عمر قریباً ۹۰ سال وفات پا گئیں۔ احمدی جماعت نے جب مرحومہ کا جنازہ ادا کیا۔ تو غیراز جماعت دوستوں میں سے کئی آدمی شامل ہوئے۔ قارئین بدر سے التماس کرتے ہیں کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کر کے ممنون فرمائیں۔

خاکسار

غلام احمد شاہ مبلغ سلسلہ احمدیہ

درویش فنڈ

{ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۔
"اگر آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی مدد کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کو حاصل ہوگی۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت قدمی اور استقلال عطا کیا جائے گا" }

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

"بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں مخصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں۔ ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیجدے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ وہ یہ غلہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں۔ وہ یہ خیال کریں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے۔ اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے۔ اور وہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے غلہ دے رہے ہیں"۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے زاد مجدہٗ العالی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"۔ ۔ ۔ ۔ بہت سے درویش مالی لحاظ سے بہت تکلیف میں ہیں۔ اور گو اکثر صابر و شاکر ہیں اور دین کی خدمت کیلئے ہر قربانی کے واسطے تیار نظر آتے ہیں لیکن مالی تکلیف ان کی پریشانی کا موجب ہو رہی ہے جس میں ہندوستان کی گرانی نے بھی کافی اضافہ کر رکھا ہے ۔ ۔ ۔ پس آپ ۔ ۔ ۔ ہندوستان کی جماعتوں سے اپیل کریں کہ مخلص احباب اس درویش فنڈ ۔ ۔ ۔ ۔ میں حصہ لے کر ثواب کمائیں۔ یہ بات درویشوں پر اور اس فنڈ میں چندہ دینے والوں پر پوری طرح واضح کر دی جائے۔ کہ یہ کوئی خیرات یا صدقہ نہیں ہے۔ جو ہمارے بھائی لیتے اور ہم اپنے بھائی کو دیتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک مقدس شکرانہ اور ہدیہ ہے۔ جو ہم اپنے ان بھائیوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جو مقدس مقامات کی آبادی اور خدمت کے لئے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا۔ اور صرف ایک قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت بجا لائیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہیں۔ حقیقتاً یہ درویشوں کا ہم پر احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز خیرات یا صدقہ کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے۔ جو شکرانہ یا قدر دانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ بہرحال آپ فوری طور پر ۔ ۔ ۔ ہندوستانی احباب میں یہ تحریک کریں کہ وہ اس فنڈ میں حصہ لے کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور خدا کے سامنے سرخرو ہوں"۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو موجودہ غیر معمولی حالات میں اعلائے کلمۃ اللہ کرنے اور احمدیت کے جھنڈے کو تھامے رکھنے کی توفیق دی ہے۔ اور اس وقت جبکہ ہندوستان کے اکثر مسلمان مایوسی اور احساس کمتری کا شکار ہو چکے ہیں۔ فدایانِ احمدیت کا یہ چھوٹا سا گروہ باوجود گوناگوں مشکلات کے اسلام و احمدیت کے نام کو بلند کرنے کیلئے استقلال اور عزم سے آگے بڑھ رہا ہے اور تکالیف و مصائب کی باد مخالف انکے مضبوط ارادوں اور امیدوں کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا جو عظیم الشان کام اسوقت ہندوستان اور بیرونی ممالک میں ہو رہا ہے وہ خلوص، ایمان اور قربانی کے اس جذبہ کی وجہ سے ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے احباب جماعت احمدیہ میں پیدا ہوا۔ اور جو "دین کو دنیا پر مقدم کرنے" کے اصول کو اپنانے کا ایک کرشمہ ہے۔

میں یہ مختصر نوٹ احباب جماعت کی خدمت میں اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اعمال وہی مقبول اور لائق ثواب ہیں۔ جن پر دوام اختیار کیا جائے۔ اور اعمال کا اچھا یا برا ہونا ان کے انجام سے ظاہر ہوتا ہے۔ بیشک احباب جماعت ایک لمبے عرصہ سے متواتر اہم قربانیاں کر رہے ہیں۔ لیکن مومن کا عہد و پیمان تو موت تک ہوتا ہے۔ اگر کچھ عرصہ کے بعد جذبہ قربانی میں سستی یا کمزوری آ جائے تو ڈر ہے کہ گذشتہ خدمات بھی ضائع نہ ہو جائیں۔

مجھے اس اطلاع سے تکلیف ہوئی ہے کہ بعض مخلصین جنہوں نے بڑی بشاشت اور اخلاص سے ابتداء میں درویش فنڈ میں حصہ لے کر مالی قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اب اس اہم مد کی طرف بہت کم توجہ دے رہے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بے سروسامانی میں درویش مقدس مقامات کی خدمت و حفاظت اور سلسلہ کے کاموں سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ باوجود عسرت و تنگی کے بدستور بشاشتِ قلب کے ساتھ خدماتِ دینیہ بجا لا رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ صبر سے برداشت کر رہے ہیں۔ اور ساری جماعت کی نمائندگی مقدس مرکز میں کر رہے ہیں"۔

اخبار بدر کا یہ پرچہ ملنے تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہوگا۔ اس لئے مجھے مخلصین جماعت سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مندرجہ بالا ارشادات اور مرکزی ضروریات کے پیش نظر درویش فنڈ کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے نیز سیکرٹریانِ مال سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اس بابرکت تحریک کی کامیابی کے لئے مؤثر رنگ میں کوشش فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور سیدی حضرت صاحبزادہ صاحب کے ارشادات کی عملاً اطاعت کی توفیق بخشے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ناظر بیت المال قادیان

تصحیح { بدر مورخہ ۹؍۴؍۵۲ میں خاکسار کے پوتے کی ولادت کے متعلق جو ایک سہو ہو گیا ہے میری بہو حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی پوتی ہیں نہ کہ حافظ صاحب کی۔ }

قادیان۔ صلاح الدین ایم اے قادیان۔

مرکز کی ایک تعلیمی ضرورت

اس سے قبل بھی چند بار اخبار بدر میں اعلان کیا گیا ہے کہ نصرت گرلز اسکول قادیان :- محکمہ تعلیم کے قواعد و ضوابط کے پیش نظر "ٹرینڈ" استانیوں کو مدرسہ مذکورہ میں رکھا جانا از بس ضروری ہے۔ اور جب تک نظارت ہذا اس کمی کو پورا نہیں کرتی اس وقت تک نصرت گرلز سکول بعض سرکاری مراعات کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ جو بہر صورت مدرسہ کے لئے مفید ہیں۔ مگر افسوس کہ باوجود مسلسل تحریکات کے نظارت ہذا مدرسہ مذکورہ کی دو خالی اسامیوں کو ہنوز پُر کرنے سے قاصر رہی ——— ہماری جماعت ہمیشہ تمام شعبہ جات کی ترقی و جدوجہد میں دوسری جماعتوں سے پیش پیش اور ممتاز رہی ہے۔ لہٰذا نظارت ہذا یہ باور نہیں کر سکتی کہ جماعت ہائے ہندوستان میں ٹرینڈ استانیوں کا فقدان ہے یا ٹرینڈ استانیاں کمیاب ہیں۔ لہٰذا نظارت ہذا بذریعہ اعلان ہذا پھر جماعت ہائے ہندوستان کی بی۔ جے۔ بی۔ ٹی اور بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بہنوں سے درخواست کرتی ہے کہ وہ مرکز کی ضرورت کو مقدم سمجھتے ہوئے اپنی خدمات کی پیشکش فرمائیں۔ یہ پیشکش نہ صرف اقتصادی نقطۂ نظر سے ہی منفعت بخش ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا بھی موجب ہو گی۔ نظارت ہذا اُمید کرتی ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ بہنیں ہماری اس درخواست کو قابلِ توجہ سمجھیں گی۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔)

نوٹ:- مدرسہ مذکورہ بالا کی ہر دو آسامیوں کو مشاہرہ گورنمنٹ کے گریڈز کے مطابق دیا جائے گا۔

خبریں

نئی دہلی ۲۷/اپریل۔ مرکزی وزیر بے محکمہ شری لال بہادر شاستری نے آج شیخ عبداللہ کو انتہائی نرم الفاظ اور دوستانہ لب و لہجہ میں سمجھایا کہ کسی شخص کو بہت دیر تک ملک سے کسی علاقہ کی علیحدگی کے پرچار کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اُنہوں نے کہا ہر شہری کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے۔ شری شاستری نے یہ بھی اعتراف کیا کہ شیخ کی رہائی سے پہلے شیخ کے خیالات اور نظریات معلوم کرنے کی کوئی کوشش نہ کی گئی تھی۔ آپ نے شیخ عبداللہ کی تقاریر کی قابلِ اعتراض نوعیت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی اس پر پردہ پوشی کی کوشش کی اور کہا کہ اُنھیں بھارت سرکار کے ساتھ بات چیت کا پورا پورا موقع ملنا چاہیئے۔ گویا بھارت سرکار شیخ کے متعلق اپنی پالیسی اور اقدام کا فیصلہ شیخ سے ملاقات کے بعد کرے گی۔

نیو یارک ۲۷/اپریل شریمتی اندرا گاندھی آج رات ۸½ بجے امریکہ کے صدر مسٹر جانسن کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے والی تھیں۔ آپ پنڈت نہرو کی طرف سے صدر جانسن کے نام ایک خط لے کر گئی ہیں۔ آپ نے کہا کہ اس خط میں کوئی خاص بات نہیں ہے یہ محض تسلیماتی نوعیت کا ہے۔ آپ آج مسز کینیڈی سے بھی ملاقات کرنے والی تھیں۔

جکارتا ۲۷/اپریل۔ نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم مسٹر ہول آک نے دھمکی دی ہے کہ اگر انڈونیشیا نے ملائیشیا کو کچلنے کی پالیسی جاری رکھی تو نیوزی لینڈ بورنیو میں اپنی فوج بھیجے گا۔ شمالی بورنیو ملائیشیا کا حصہ ہے۔ اور وہاں انڈونیشیا اپنے در اندازی بھیج رہا تھا۔ اور اُنہوں نے وہاں گوریلا جنگ شروع کر رکھی تھی۔ نیوزی لینڈ کے وزیر نے مزید کہا ہے کہ سر دست شمالی بورنیو میں نیوزی لینڈ کی فوج بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر حالات خراب ہو گئے تو ممکن ہے ایسا موقع بھی آ جائے اُنہوں نے یہ بات انڈونیشی وزیر خارجہ کے نام خط میں کہی تھی۔

نیو یارک ۲۷/اپریل۔ شریمتی اندرا گاندھی نے کل ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں کہا آزاد کشمیر بین الاقوامی سازش کی آماجگاہ بن جائے گا اور بھارت میں کسی شخص نے اس مسئلہ پر سنجیدگی سے سوچا ہے اور نہ ہی غور کیا ہے۔ امریکن نامہ نگاروں نے کہا تھا کہ بھارت کے کسی بین الاقوامی ثالث سے اس مسئلہ کا حل پیش کر رہے ہیں۔ شریمتی اندرا گاندھی نے اس حل کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ بھارت کٹر اصولوں پر یقین نہیں رکھتا۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ مسئلہ کشمیر کو وسیع ترین منظر میں دیکھنا ہو گا اور یہ احساس کرنا ہو گا کہ اس کا سارے برصغیر پر کیا اثر پڑے گا۔ اُنہوں نے نامہ نگاروں کو واضح الفاظ میں بتایا کہ وہ بھارت کی پردھان منتری بننا نہیں چاہتیں نامہ نگار نے پوچھا۔ اگر پارٹی آپ کو نامزد کرے گی تو کیا آپ انکار کر دیں گی۔ اس پر شریمتی اندرا گاندھی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ میں سمجھتی ہوں کہ اتنی بھاری مانگ نہ ہو گی۔ آدھ گھنٹہ کے پروگرام میں شریمتی اندرا گاندھی نے بھارت میں فرقہ وارانہ صورت حال روس چینی جھگڑے اور بھارت چین تعلقات کے بارے میں بھی سوالات کے جواب دیئے۔ پردھان منتری شری نہرو کے جانشین کے بارے میں اُنہوں نے کہا کہ ان کے پتا کی صحت اب بحال ہو گئی ہے۔ اور اب اپنا کام کر رہے ہیں

واشنگٹن ۲۷/اپریل امریکہ کے نائب وزیر خارجہ مسٹر فلپس ٹالبوٹ نے بھارت اور پاکستان کے حالیہ دورہ کے بعد کانگرس کمیٹی کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہا کہ اس سال برصغیر ہند و پاکستان میں بعض تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ مسٹر ٹالبوٹ نے مسئلہ کشمیر کا ذکر بھارت اور پاکستان کے مابین گہرے اختلافات کے پس منظر میں کیا۔

——— پروگرام دورہ ———

مکرم مولوی محمد ولی الدین صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال

جماعتہائے احمدیہ یوپی و بہار از مورخہ ۵/۶۴ تا ۲۵ ۶/۶۴

جملہ جماعت ہائے احمدیہ یوپی و بہار کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد ولی الدین صاحب فاضل انسپکٹر بیت المال مورخہ ۵/۶۴ تا ۲۵ ۶/۶۴ بغرض پڑتال حسابات اور وصولی چندہ جات وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران متعلقہ جماعتہائے احمدیہ سے توقع ہے۔ کہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب سے کما حقہ تعاون فرما دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	-	-	-	۱-۵-۶۴
۲	بجر پورہ	۱-۵-۶۴	۱	۳
۳	انبہٹہ	۴	۲	۶
۴	اچھولی	۶	۱	۷
۵	دہلی	۸	۲	۱۰
۶	سانڈھن	۱۱	۲	۱۳
۷	جے پور مع کشن گڑھ	۱۳	۲	۱۵
۸	صالح نگر	۱۶	۲	۱۸
۹	ننگا گھنو	۱۹	۲	۲۱
۱۰	کانپور	۲۲	۳	۲۵
۱۱	راٹھ نُسکرا	۲۵	۲	۲۸
۱۲	جیر گاؤں	۲۸	۱	۲۹
۱۳	بنارس	۳۰-۵-۶۴	۱	۳۱-۵-۶۴
۱۴	مظفر پور	۱-۶-۶۴	۲	۳-۶-۶۴
۱۵	مونگھیر	۴	۲	۶
۱۶	ادرن	۶	۱	۷
۱۷	چک سکن	۷	۲	۹
۱۸	خانپور ملکی	۹	۴	۱۳
۱۹	بلاری	۱۳	۱	۱۴
۲۰	بھاگلپور	۱۴	۲	۱۶
۲۱	برہ پورہ	۱۶	۲	۱۸
۲۲	رانچی	۱۹	۱	۲۰
۲۳	مدھوبنی مائینز	۲۱	۳	۲۴
۲۴	جہو بھنڈارہ	۲۴ ۶/۶۴	۱	۲۵

ہیں کیا۔